اُم اقصیٰ

مکمل ناول

دل کی لگی

"المیر......!" اپنے پیچھے آتی آواز کو وہ بہت اچھی طرح پہچان گیا تھا۔ مگر نظر انداز کرتا چلتا رہا۔

"المیر کیسے ہو؟" اب کے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا گیا تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے رکنا پڑا۔

"میں ٹھیک ہوں تم سناؤ۔" وہ پیچھے مڑا تھا اس کی آواز میں اس قدر اجنبیت تھی کہ محتشم کے بغل گیر ہونے کو اٹھے ہاتھ وہیں ساکت ہوئے۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"بیوی بچے کیسے ہیں؟" محتشم نے اس کی سرد مہری توڑنے کی ایک اور کوشش کی۔

"ٹھیک اور تمہارے؟" المیر کی آواز اس قدر سرد تھی کہ محتشم کو اپنی ہڈیوں تک سنسنی محسوس ہوئی۔

"ٹھیک ہیں ابھی پچھلے ماہ ہی بیٹا ہوا ہے بیٹے کا نام میں نے المیر رکھا ہے۔ بہت ڈھونڈا میں نے تمہیں سوشل میڈیا پہ بھی ہر جگہ......"

"ڈھونڈا مجھے؟" محتشم کی چلتی زبان کو المیر نے بریک لگائی۔

"کیونکہ بچپن کے دوست تھے تم میرے۔" محتشم نے اب کے برا ماننے والے انداز سے کہا۔

"کشف کیسی ہے؟" محتشم نے ٹاپک بدلا۔

"تمہیں پتا ہوگا کیسی ہے؟"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"میں نے چھوڑ دیا تھا اسے بھی......" المیر نے سڑک کنارے کھڑے جوتوں سے پتھر مسلا اب کے محتشم نے اسے یوں دیکھا گویا کہ اس کا دماغ چل گیا ہو۔

☆☆☆

محتشم نہر کنارے آہستہ سے چلتا اور بار بار پیچھے مڑ کے دیکھتا تھا۔

"کہاں رہ گیا ہے یہ المیر بھی؟" گھڑی دیکھتے ہوئے وہ بڑبڑایا تھا۔ سرما کی کہر بھری صبح تھی نہر کنارے اگی گھاس اور رات بھر کی کہر سے اس کے بند جوتے تقریباً بھیگ چکے تھے۔ دو جرابیں پہننے کے باوجود پاؤں سرد تھے۔ بیگ کسی چھوٹے بچے کی مانند اس کے دونوں بازوؤں پر پیچھے کی جانب لٹکا تھا۔ ہاتھ میرون کوٹ کی پاکٹ میں تھے۔ راستے میں آیا ایک چھوٹا سا پتھر اس نے جوتے کی نوک سے نہر کے دھواں اٹھتے پانی میں اچھالا تھا۔

"ہاہ......!" اس نے رک کے منہ سے دھواں نکالا اور مڑ کے دیکھا۔ المیر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آرہا تھا۔

"اتنی لیٹ؟ کیا میک اپ شروع کر دیتے ہو؟" محتشم نے خفگی کھائی۔

"اور بھی غم ہیں زمانے میں......" المیر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے مصرعہ ادھورا چھوڑا۔

"کیمسٹری اور میتھس کے ٹیسٹس کے علاوہ بھی میٹرک کے اسٹوڈنٹ کو اور بڑا غم ہو سکتا ہے؟"

"اگر میٹرک کے اسٹوڈنٹ کی اکلوتی خالہ کے شوہر کا حال ہی میں انتقال ہوا ہو اور ان کی اکلوتی بیٹی کو اسکول چھوڑنے والا کام اور غم ہو سکتا ہے۔" ساتھ ساتھ چلتے المیر نے اپنی مجبوری بیان کی۔

"تو کشف کو اسکول چھوڑنے کی ذمہ داری بھی
ب آپ کے کھاتے میں آئی ہے؟" محتشم سامنے
بغور دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔
"جی بالکل۔" المیر سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
جھکا۔
"وہ سامنے نائنتھ کلاس کی زارا کو دیکھو۔ یہ روز
ہمارا انتظار کرتی ہے۔" محتشم ایسی باتوں کو بہت جلد
نوٹ کرتا تھا۔
"باز آجاؤ یار ایسی حرکتوں سے۔"
المیر نے تنبیہ کی۔
"لو انتظار وہ کرتی ہے اور باز
میں آؤں؟"
"تمہیں جانتا جو ہوں......"

"اتنا مت جانو یار! کچھ گنجائش رہنے دو......"
"تیری پیدائش کے ساتھ ہی تیرے اندر یہ
سسٹم انسٹال ہو گیا تھا۔"
"پھر میری غلطی تو نہ ہوئی۔" محتشم نے جتے
ہوئے ہاتھ اٹھائے تھے۔

☆☆☆

"شامی، کالج کیوں نہیں آئے ہو؟" المیر نے کلاس سے نکلتے ہی اس کی کلاس لی۔

"یار، گھر سے تو کالج کے لیے ہی نکلا تھا......بس راستے میں ہی تھا کہ ردا کی برتھ ڈے یاد آ گئی۔"

"شاباش ہے تم پر......"

"شکریہ میرے کارناموں پہ فخر کرنے کے لیے جگری یار......" محتشم آداب بجالایا۔

"اب میرا اپنا دل نہیں لگ رہا میں بھی نکل رہا ہوں کالج سے......"

"بالکل نکل آؤ اور سیدھا فرائی چک آ جاؤ۔"

"اور تمہاری وہ میڈم ردا؟" المیر بائیک پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"وہ جا چکی ہے......"

"اور تم وہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو؟"

"حساب کتاب......"

"برائے مہربانی مجھ سے مت ادھار مانگنا پچھلے مہینے والے بھی ابھی دینے ہیں۔" المیر نے پہلے ہی بتا دینا ضروری سمجھا۔

"بے فکر رہو، ابا سے داخلہ فیس لے کر آیا ہوں......"

"کمال ابا ہیں جو پوچھتے بھی نہیں کہ سال میں پانچ بار کون سی داخلہ فیس ہوتی ہے۔" المیر اس کے پاس آ کر کرسی کھینچتا ہوا بولا۔

"تم میری طرح میرے ابا پر بھی فخر کر سکتے ہو۔" محتشم اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"ویسے ایک بات میں نے نوٹس کی ہے یہ برتھ ڈے زتمہیں کچھ زیادہ ہی نہیں پسند؟ کیا خیال ہے میں بھی سال میں تین چار بار کرنہ لیا کروں؟"

"تیری میری دوستی انمول ہے جگر باقی دنیا فانی ہے۔" محتشم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"اچھا جی ردا، ثنا، شائلہ کے لیے گفٹس اور میرے لیے صرف مکھن۔" المیر نے برا منایا۔

"حقیقت ہے یار۔ دوستی کا رشتہ بہت پیارا ہے میں تم سے ہر بات کر سکتا ہوں تمہارے سامنے مجھے کچھ بھی تکلف نہیں کرنا پڑتا۔ ردا میڈم کے ساتھ چھری کانٹے سے ہاتھ ہی دکھ گئے پیٹ البتہ پھر بھی خالی رہا۔"

ان کا آرڈر آ چکا تھا محتشم فوراً ٹوٹ پڑا تھا۔

"رہا تو تم سے جاتا نہیں، ردا، ثنا، شائلہ سے دوستی کے بغیر۔" المیر نے پھر سے جتلایا۔

"یار" بتایا تو ہوا ہے تمہیں اپنے سسٹم کا۔" محتشم کے لہجے میں بے چارگی سی تھی۔ المیر نے مسکراتے ہوئے کھانے پہ توجہ کی۔

بل پے کر کے وہ اٹھنے کو تھے جب المیر کے نمبر پہ خالہ کی کال آئی۔

"اوہ سوری۔ ذہن سے نکل گیا میں آ رہا ہوں تم ریڈی رہو۔"

"جلدی نکلو یار......!"

"خیر ہے کیا ایمرجنسی آ پڑی......؟"

"یار! کشف کو آج پاکستانی پل کی طرف لے کر جانا تھا ذہن سے ہی نکل گیا۔" المیر نے شہر کے مشہور چوک کا نام لیا۔

"خیریت ہے؟" دونوں باہر نکلے۔

"محترمہ کو کوئی پینٹنگ بنانا تھی۔"

"تمہاری کزن پینٹنگ بناتی ہے؟"

"ایسی ویسی......او کے اللہ حافظ۔" المیر عجلت میں نکلا۔

☆☆☆

المیر نے مڑ کر کوئی پانچویں دفعہ کشف کو دیکھا تھا۔ وہ ایک ہی پوز میں محویت سے سامنے کی طرف دیکھتی تھی۔ المیر نے بھی مڑ کر اس کی نگاہوں کی سمت دیکھا۔ سامنے بہتی نہر کے کنارے اگی ہوئی ہری گھاس۔ ساتھ رکھا لکڑی کا بنچ جس پر دو چڑیاں بیٹھی کسی گمبھیر مسئلے کو حل کرتی گہرے سکوت کو توڑتی تھیں۔ پس منظر میں کینو کا باغ۔ سبز کینوؤں کی سوندھی سوندھی سی مہک۔ دائیں جانب کو جاتی سڑک

Scanned with CamScanner
digest, kahanifreak

کے کنارے بنا ہوا پیلا سرکاری اسکول اور اس کی عالی شان گورنمنٹ بوائز کالج ہر طرف ہریالی اور بہت پہ کینوؤں کے باغ میں لگا تھا، جو دور سے نظر نہ آتا تھا مگر اس کی خوشبو اس کے ہونے کا پتا دیتی تھی۔

کہنے کو تو یہ سارا شہر کا حصہ تھا مگر پاکستانی پل گزر کر بائیں جانب آؤ تو گاؤں کا سہانا منظر خاص کر صبح کے وقت اور دوپہر میں چھٹی کے وقت خوب چہل پہل ہوتی۔ بعدازاں خاموشی چھائی رہتی۔ المیر نے گردن موڑ کر کشف کی جانب دیکھا۔ وہ ایک نظر سامنے دیکھتی اور پھر سے کاغذ پر پینسل چلانے لگتی۔

''کتنی دیر ہے کشف؟'' المیر نے نرمی سے پوچھا۔

''بس تھوڑی سی......'' اس کے انداز میں شرمندگی سی تھی۔ ''تم بور ہو رہے ہو؟''

''نہیں......لیکن کچھ خاص دیکھنے لائق بھی نہیں لگ رہا۔''

''میری نظر سے دیکھو تو دونوں بھو کے پیاسے ساکن بیٹھے رہو......'' وہ مسکراتے ہوئے اٹھی۔

''شکر ہے میرے پاس میری ہی نظر ہے جو دو سیکنڈ میں منظر کا کام تمام کر دیتی ہے۔'' المیر شکر بجا لایا۔

''ایک آرٹسٹ کی نظر مختلف ہوتی ہے۔'' کشف چلتی ہوئی اس تک آئی ''اور کیا کیا آرٹسٹ کا مختلف ہوتا ہے؟'' بائیک اسٹارٹ کرتے المیر نے پوچھا ''دماغ بھی اور دل بھی......'' کشف اس کے پیچھے بائک پر بیٹھی۔

''تمہارا پنک کلر کا ہوگا......''

''کیا؟''

''دل، دماغ، نظر......مختلف جو ہے۔''

''پاگل......'' کشف نے اس کے شانے پہ مکا جڑا۔

☆☆☆

المیر نے ہارن بجاتے ہوئے کوفت سے یونی ورسٹی گیٹ کو دیکھا۔ اپریل کے گرم ہوتے سورج کے عین نیچے وہ بائیک پہ بیٹھا تھا۔

''محتشم! تم آ جاؤ بس ایک بار......'' موبائل نکالتے ہوئے المیر بڑبڑایا تھا۔ ابھی نمبر ڈائل کیا ہی تھا کہ وہ یونی ورسٹی گیٹ سے باہر نکلا۔

اس نے موبائل واپس جیب میں ڈالا محتشم نے پاس آ کر معذرت خواہانہ انداز اپنایا۔

''سوری یار، ہفتہ کو تھوڑی ہیلپ چاہیے تھی۔''

وہ بیٹھنے کو تھا کہ المیر کے ہاتھ سے بال پوائنٹ نیچے گرا۔ محتشم اسے اٹھانے کو جھکا، المیر نے بائیک اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی اور چند گز کے فاصلے پر لے جا کر روک دی اور اسے آنے کا اشارہ کیا۔

وہ جب تک المیر کے پاس پہنچا۔ وہ بائیک آگے بڑھا چکا تھا۔ تین سے چار بار المیر نے ایسے کیا اچھا خاصا چل کر جب وہ تپ چکا تو المیر نے بالکل قریب پہنچ کر بائیک روک کر اسے بٹھایا۔

''آئندہ ابا کا احسان لے لوں گا گاڑی پہ آیا کروں گا۔ تم سے لفٹ نہیں لوں گا۔'' محتشم تپ کر بولا۔

''یہ جو باجیوں پہ اتنا وقت ضائع کرتے ہو نہ کیا کرو۔ اس کی جگہ کوئی کام کر لو ناں تو تمہیں کسی کا احسان نہ لینا پڑے۔''

''دادا ابو نہ بنو میرے۔ اور یہ بیکری کے سامنے ذرا روکنا......''

''کیوں خیریت؟''

''کیک چاہیے......''

''کس کے لیے؟''

''تمہاری کسی باجی کے لیے۔''

''ایک بھابھی ڈھونڈ لو اور اسی پہ قناعت کرو۔''

''وہی تو ڈھونڈ رہا تھا۔''

''ڈھونڈ رہے ہو؟ چہ چہ چہ'' المیر نے افسوس سے سر ہلایا۔

''ڈھونڈنے سے ہی تو ملے گی ناں'' محتشم نے

Scanned with CamScanner

پاکٹ سے والٹ نکالا۔

المیر نے بیکری کے پاس آ کر بائیک سلو کی اور پھر ایک دم سے اسپیڈ بڑھا دی۔

"تم دن بدن بے وفا ہوتے جا رہے ہو۔" اس نے پیچھے سے اسے ایک ہاتھ جڑا۔

"کچھ تم بھی ہو جاؤ۔ بڑی بچت ہو جائے گی۔"

"بچت یہیں رہ جاتی ہے۔" محتشم نے اس کی بات ہوا میں اڑائی۔

"اور جو اعمال تم کرتے پھر رہے ہو ناں یہ ساتھ جانے ہیں، سو احتیاط کرلو......" المیر نے وارن کیا۔

"یہیں اتار دو مجھے۔ مزید نصیحتیں نہیں چاہئیں۔" محتشم کے کہنے پہ المیر نے فوراً سے بھی پہلے بائیک روک دی۔ وہ جز بز ہوتا اتر گیا کیونکہ اس کا گھر یہاں سے اچھا خاصا دور تھا۔ المیر نے مسکراتے ہوئے بائیک آگے بڑھا دی۔

☆☆☆

چھوٹے سے آنگن میں بوگن ویلیا کی بیل کے پاس کشف ایزل سجائے بیٹھی تھی۔ الجھے بکھرے حلیے میں وہ بہت ہی مگن دکھائی دی۔ پینسل کان پہ اڑسے وہ سامنے بغور دیکھ رہی تھی۔ المیر اس کے بالکل قریب کھڑا ہوا۔

"فنٹاسٹک...... یہ ہاتھ سے بنی ہوئی ہے؟" المیر حیرت زدہ تھا۔

"بالکل۔" کشف مسکرائی اور پاس رکھی کرسی پہ بیٹھی۔

"تم تو بہت کمال ہو۔ تصویر لگ رہی ہے۔ فیشل فیچر اور ایکسپریشنز بالکل حقیقی ہیں۔ ویسے ہیں کون یہ؟"

"میرے کالج کی پرنسپل۔ بہت نائس لیڈی ہیں۔"

"بس ان کو دیکھا اور اسکیچ کرلیا؟"

"دیکھا کئی بار ہے۔ آمنے سامنے بیٹھ کے بات کی۔ بغور آبزرو کیا۔"

"نہیں بات چیت کے دوران...... زبردست۔ اماں اور خالہ نظر نہیں آ رہیں۔"

"کسی کی فوتگی پہ گئی ہیں......"

"احمر؟"

"وہ ٹیوشن گئے ہیں۔"

"بھوک لگی تھی بہت۔" المیر وہیں قریب پڑی کرسی کھینچ کر بیٹھا۔

"میں بنا دوں کچھ؟" کشف نے اسکیچنگ پینسلز سمیٹ کر پاؤچ میں رکھیں۔

"چائے بنا دو۔ ساتھ میں اگر بسکٹ وغیرہ ہیں تو دے دو۔" سامنے میز پر پاؤں رکھ کر وہ کرسی پر نیم دراز ہوا، مندی آنکھوں سے اس نے دائیں طرف دیکھا جہاں اوپن کچن میں کشف مصروف نظر آتی تھی۔ محتشم کو پتا نہیں لڑکیوں میں کیا خوبی نظر آتی ہے کشف اس کی کزن تھی، دوست بھی اور اپنی ماں کی خواہش سے بھی آگاہ تھا۔

آج شعوری طور پر وہ غور کر رہا تھا۔ سیاہ لمبی کھلی سی قمیص سیاہ اور سفید پھولوں والا پاجامہ سفید چنا ہوا دوپٹا۔ المیر کو یاد آیا اس نے کشف کو ہمیشہ دو ہی رنگوں میں دیکھا تھا سفید اور سیاہ۔ گندمی رنگت اور مناسب سے نقوش۔ وہ سادی سی لڑکی اسے دل کے بہت قریب لگی تھی۔

وہ ٹرے اس کے سامنے رکھ گئی تھی جس میں کباب بسکٹ اور چائے رکھی تھی۔ المیر نے اسے جاتے دیکھا گھنگھریالے لمبے بال آدھے کیچر میں جکڑے تھے۔ گھنگھریالے بالوں کے بلوں میں اس کا دل بھی الجھ گیا تھا۔

☆☆☆

یونی ورسٹی میں ان کا لاسٹ سمسٹر تھا۔ جہاں اسٹڈی کی ذمہ داریاں بڑھی تھیں۔ وہاں انجوائے منٹ کا بھی کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ بھٹی ایک روز کینوؤں کا توڑا لے آیا۔ ساری کلاس نے مل کر کینو پارٹی کی۔ کینو کھائے چھلکے اڑائے۔ سر مصطفیٰ سے ڈانٹ کے بعد سب نے مل کر کلاس صاف کی۔

Scanned with CamScanner

digest, novel, kahanifreak

جی آر کی بہن کی شادی ہوئی تو وہ مٹھائی کی ٹوکری لے آئی۔ اس طرح وہ دن میٹھا سا ہو گیا۔ مزید کلاس کا موڈ نہ ہوا تو المیر اور محتشم گراؤنڈ میں آ گئے اور فرصت سے بنچ پر بیٹھے۔

لڑکیوں کا ایک گروپ پاس سے گزرا۔ محتشم نے مڑ کر بغور دیکھا تھا۔

''باز آ جاؤ......'' المیر نے اس کا سر اپنی جانب موڑا۔

''میں تو آ جاؤں گا۔ مگر وہ نہیں آئیں گی......''

''کیا مطلب ہے؟''

''مطلب کہ میں ان کو نہ دیکھوں گا تو وہ لازمی مجھے دیکھیں گی۔ میرے اندر اٹریکشن والا سسٹم انسٹال ہے۔''

''خوش فہمیاں تو دیکھو۔'' المیر نے مذاق اڑایا۔

''خوش فہمیاں نہیں جگری یار حقیقت ہے یہ۔''

''حقیقت شیشہ ہوتا ہے جس میں اپنا عکس نظر آتا ہے اور خوش فہمی شیشے کا دوسرا رخ......'' المیر نے مزید وضاحت کی۔

اسی شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اکثر میں یہی سوچتا ہوں آخر ایسا کیا ہے مجھ میں کہ جو بھی دیکھتا ہے مر ہی مٹتا ہے۔''

''اللہ......!'' المیر نے ہاتھ اٹھائے۔

عالم آراء یونی ورسٹی کے بعد کیا پلان ہے تمہارا؟'' محتشم اکثر مذاق میں اسے اسی نام سے پکارتا تھا۔

''جاب ہی......گزارا چل گیا تو ٹھیک ورنہ ایک اور جاب......''

''اور وہ جو کراچی سے تمہیں آفر آئی تھی؟'' محتشم یار غار تھا سو ہر خبر پہ نظر تھی۔

''آفر تو اچھی تھی، پیکیج بھی اچھا تھا مگر احمر ابھی چھوٹا ہے تین خواتین کی ذمہ داریاں اس پہ نہیں ڈال سکتا۔''

''اور شادی وغیرہ......''

''میرا راستہ سیدھا اور منزل واضح ہے......کشف کے ساتھ ہی پہلے تو اماں کی خواہش تھی مگر اب مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔ تو البتہ ٹریک پہ آجا......'' المیر نے پھر سے تنبیہ کی۔

''میں تو ٹریک پہ ہوں یار تو ان لڑکیوں کو منع کیا کر جو میرے ٹریک پہ آ جاتیں۔'' محتشم سیریس ہوتا ہوا پھر پھسلا۔

''تم تو ابا کی کمپنی ہی جوائن کرو گے؟'' المیر نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں ابا کی کمپنی میں ابا کی ہی کمپنی......'' محتشم بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''آج کس کی برتھ ڈے ہے۔ کس کے ساتھ سیٹنگ ہے؟'' یونی ورسٹی گیٹ سے نکلتے المیر نے پوچھ لینا ضروری سمجھا۔

''آج ایسا کوئی سین نہیں۔'' محتشم نے مصنوعی مایوسی دکھائی۔

''آؤ پھر میری طرف چائے پی کے جانا......'' المیر بائیک پہ بیٹھا۔

''اتنی منتیں کرتے ہو تو چلو......'' محتشم آج اپنی بائیک لے کر آیا تھا۔

☆☆☆

وہ بوگن ویلیا کے قریب ایزل سجائے بیٹھی تھی۔ یہ جگہ اس کی پسندیدہ تھی۔ بوگن ویلیا کے گلابی اور سفید پھولوں سے اسے الگ ہی طرح کی انرجی ملتی تھی۔ ان پھولوں کو معلوم تھا کہ ان کی زندگی ایک یا دو روزہ ہی تھی۔ پھر بھی وہ پرامید اور کس خوب صورتی سے کھلتے تھے۔ ایک ہی رنگ، ایک ہی کام......اور انسان تو کتنے ہی رنگ کتنے ہی روپ لے کر آتا ہے پھر بھی ناامید ہو جاتا ہے۔

آرٹ گیلری میں پینٹنگز کی نمائش تھی۔ اسے بھی دعوت نامہ ملا تھا۔ اپنی کوئی سی تین بہترین پینٹنگز اسے بھیجنا تھیں۔ ایک تو بوگن ویلیا پہ برستی بارش کا منظر اس نے پینٹ کیا تھا۔ سفید پھولوں پہ بارش کے قطرے اس قدر حقیقی تھے کہ المیر اور احمر نے باقاعدہ

ہاتھ لگا کے دیکھا تھا۔

"یہ بہت حقیقی لگ رہا ہے۔ چھونے سے لگتا ہے ہاتھ گیلا ہو جائے گا۔" المیر کو پینٹنگ ہاتھ میں لینے سے بھی ڈر لگ رہا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے بس۔ میرا ہو جاتا ہے......" کشف بھیگا سا مسکرائی۔

"تمہاری یہ پینٹنگ جیت جائے گی......تم دیکھنا......"

"آپ سب کی پسندیدگی نے میرا دل جیت لیا ہے۔ سمجھو میں جیت گئی......"

"آپ سب میں کون کون شامل ہیں؟" المیر کو اس کی توجہ حاصل کرنا اچھا لگا تھا۔

"آپ سب ......" کشف اس کی شرارت جان کے مسکرائی تھی۔ "دو پینٹنگ اور بنانی ہیں آئیڈیا دیں کوئی؟" کشف کے ذہن میں مقابلہ ہی سوار تھا۔

"ایک تو جو ایک دن نہر کنارے بیٹھ کے بنائی تھی وہی......اور دوسری کسی مشہور شخصیت کی بنالو۔ ایدھی صاحب کی......یا بلقیس ایدھی کی......"

"مشہور شخصیت کی نہیں بنا سکتی کہ میں جب تک کسی سے مل نہ لوں یا بات چیت نہ کرلوں اچھی نہیں بنا سکتی۔"

"کتنی ملاقاتیں ہوں؟" المیر نے یونہی پوچھا۔

"چند ایک......اگر تو انسپائریشن ہو تو شاید ایک نظر ہی کافی ہو......"

"یعنی میری بنا سکتی ہو؟"

"نہیں......بہت حقیقی نہیں......"

"کیوں؟" المیر کو حیرت ہوئی۔

"میں نے آپ کو کبھی بغور نہیں دیکھا۔"

"کیا بات کرتی ہو؟" المیر حیرت سے فوت ہونے کو تھا۔

"مطلب براہ راست نہیں دیکھا ایک ایک فیچر کو بغور......"

"ہماری مائیں ہماری بابت فیصلہ کیے بیٹھی ہیں اور تم نے اب تک مجھے دیکھا بھی نہیں......" المیر کی حیرت جاتی ہی نہ تھی۔ کشف جھکی نظروں سے مسکرائی تھی۔

"اب تو میری شدید خواہش ہے کہ تم میری پینٹنگ بناؤ۔"

"بنا دوں گی لیکن ابھی مقابلے کے لیے آئیڈیا دو۔"

"آرٹسٹ صاحبہ آپ کی نظروں سے ہم دنیا کو دیکھتے ہی کہاں ہیں؟"

"آپ اگر کل فارغ ہیں تو میرے ساتھ شہر کا ایک چکر لگائیں گے۔ مجھے کوئی منظر ڈھونڈنا ہے اسکیچ کرنے کے لیے۔"

"ہاں کیوں نہیں......یونی ورسٹی کے بعد چلیں گے۔"

"تھینک یو......" کشف نے اسے ممنون نگاہوں سے دیکھا۔

☆☆☆

المیر اور کشف پیدل چلتے گھر سے نکلے اور پاس والی کالونی میں آگئے۔ کشادہ سڑکیں، خوب صورت گھر اور سبز قطع۔ شام کا وقت تھا۔ خواتین چہل قدمی کر رہی تھیں بچے کرکٹ کھیلتے تھے۔

"کہاں ہو؟" محتشم کا میسج آیا تھا۔

"جہاں اس وقت تمہیں ہونا چاہیے تھا۔" المیر نے فوراً جواب دیا تھا۔

"آپ بور تو نہیں ہو رہے؟" کشف نے ساتھ چلتے پوچھا تھا۔

"محتشم یہاں کبھی نہ بور ہوتا......" المیر زیر لب مسکرایا تھا۔

"اس کی صحبت کا آپ پر اثر نہیں ہے......" کشف بھی مسکرائی۔

"کیا یہ اچھی بات نہیں؟"

"اچھی بات ہے......" قریب ایک گھنٹے بعد دونوں واپس آئے تھے۔

"ملا کوئی سین......" گھر میں داخل ہوتے المیر

نے پوچھا۔
"ایک دو سین اچھے لگے ہیں......"
"اماں کو بتا دینا۔ میں ذرا محتشم کے ساتھ ہوں......" اندر جاتے جاتے المیر مڑا تھا۔
وہ گھر سے باہر آیا ہی تھا کہ محتشم بائیک لیے آیا۔
"کتنی دیر سے میسج کر رہا ہوں...... تمہاری باجیوں کے ایسے کوئی نخرے نہیں ہوتے اسی لیے ان کے ساتھ وقت بتانا پسند کرتا ہوں......"
"پھر چلے جاؤ انہی کے پاس......"
"ادھر دفع ہو......" محتشم نے اس کا بازو کھینچا۔
"کر کیا رہے تھے ویسے تم؟" المیر بیٹھا تو محتشم نے پوچھا۔
"کشف نے آرٹ مقابلے میں حصہ لیا ہے پینٹ کرنے کے لیے کوئی حقیقی سین ڈھونڈنا تھا۔ وہاں باجیاں چہل قدمی کر رہی تھیں تب ہی تم سے کہہ رہا تھا۔"
"اسے کہو مجھے پینٹ کر لے۔"
"اسے مقابلے سے باہر نہیں ہونا۔"
"فرسٹ آئے گی......"
"خیر کہو، مجھے کیوں بار بار میسج کر رہے تھے کہاں چلنا ہے؟"
"یار! آج روا کے ساتھ ایک جگہ گول گپے کھائے تھے۔ کیا کمال تھے۔ اس کے ساتھ تو تکلف میں ایک دو چکھے تھے اب سوچا عالم آرا کے ساتھ کھاتے ہیں۔"
"لڑکیوں کے ساتھ رہ رہ کے تمہیں کھانے بھی لڑکیوں جیسے پسند آتے ہیں۔" المیر نے پیچھے سے اس کے شانے پر دھپ لگائی۔
"کھانے میں لڑکے لڑکی کی کوئی تخصیص نہیں ہوتی یار......! پہلے ہی لڑکیوں کے پاس عورت کارڈ ہے جو اچھا خاصا چلتا بھی ہے، اب تم کھانے بھی ان سے منسوب کر دو......" محتشم نے برا منایا۔
"تم اتنی لڑکیوں کے ساتھ رابطے میں رہتے ہو تمہیں یہ مخلوق کیسی لگی؟" المیر نے اس کے سامنے بنچ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
"ایک دم بے وقوف" کوئی لاکھوں میں ایک لڑکی سمجھ دار ہوتی ہوگی......"
"جو تم جیسوں کے جھانسے میں نہیں آتی ہوگی......" المیر نے کہا تو محتشم نے ذرا بھی برا نہ مانا۔
"سمجھ دار لڑکیوں کو بھی محبت ہو جاتی ہے بس وہ......"
"اسے تم محبت کہتے ہو؟" المیر نے حیرت سے دیکھا اشارہ کیا اور زور سے ہنس دیا۔
"لا لے اڑا لے مذاق...... جس تن بیتی...... وہ من جانے......"
"تن من دھن...... تیرے ساتھ رہ کے سب جان گیا ہوں......" تب ہی ویٹر ان کا آرڈر لے آیا۔
"ان گول گپوں کا ٹیسٹ بھی جانو اور داد دو......" محتشم نے ایک گول گپا اٹھایا پودینے اور املی کے کھٹے پانی میں ڈبکی لگوائی اور منہ میں رکھا۔
"داد میں دے دوں گا معاوضہ البتہ تم ہی دینا۔"
المیر نے واضح کرنا ضروری سمجھا......
"میں ہی دے دوں گا عالم آراء میرے جیتے عیش کروں"...... محتشم نے شاہانہ پن دکھایا۔

☆☆☆

اماوس کی گھور گھنیری رات تھی۔ سے کا پہیہ معتدل موسم پہ رکا ہوا تھا۔ رات میں قدرے خنکی ہو جاتی۔ لیٹے لیٹے کشف کا دل گھبرایا تو صحن میں چلی آئی۔ لاؤنج کی بیرونی سیڑھیوں پہ بیٹھی آسمان کو تکتی تھی۔ یونہی کبھی کبھار دل بہت ہی گھبراتا اور ساری سرگرمیاں اسے اداس کر دیتیں۔
وہ یہ سب کیوں کرتی ہے؟؟ وہ خود سے ہی سوال کرنے لگتی۔ پانچ سال پہلے وہ ایک خوش باش لڑکی تھی مگر بابا کی اچانک ہارٹ اٹیک کی موت نے اس کے اندر خلا چھوڑ دیا تھا۔ ایسا خلا جو بسا اوقات اس کے پورے وجود کو جکڑ لیتا۔ بس ایک خالی پن کی کیفیت حاوی ہو جاتی جو اکثر تو گھنٹوں رہتی اور اکثر

رنوں پہ محیط ہو جاتی۔

حالانکہ یہاں سب ہی اس کا کتنا خیال رکھتے تھے۔ اماں، خالہ، احمر تو چھوٹا بھائی پلس سہیلی تھا۔ اور المیر بھی تو...... کتنا خیال رکھتا تھا۔ ہر بات مانتا تھا چاہے کسی اوٹ پٹانگ جگہ پہ جانا ہوتا یا کچھ اوٹ پٹانگ چاہیے ہوتا۔

مرد اور عورت کے کاسۂ دل میں محبت کے پیمانے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ مرد کو جتنی محبت ملتی جائے اس کا کاسۂ دل بھرتا جاتا ہے۔ اور عورت کو جتنی محبت ملنی چاہیے اس کے کاسۂ دل میں اتنی ہی مزید کی چاہ جاگتی جاتی ہے۔

مقابلے کے دن بھی کم رہ گئے تھے اور دماغ کی تخلیقی صلاحیت جاگتی ہی نہ تھی۔ دماغ یوں سن تھا گویا کہ پینٹنگ کی الف بے کا بھی علم نہ ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے پاس کسی کی موجودگی محسوس کی تھی۔ وہ المیر تھا کشف اب اس کی چاپ پہچانتی تھی۔

"خیریت؟ یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"

"یونہی۔ دل گھبرا رہا تھا تو یہاں آ بیٹھی۔"

"دل کیوں گھبرا رہا تھا بھئی......؟"

"کبھی کبھار کمیاں، حسرتیں ہر چیز پہ حاوی ہو جاتی ہیں۔"

"تب ان خوشیوں کو یاد کیا کرو جو فی الوقت میسر ہیں۔ ان پیاروں سے بات کر لیا کرو جو موجود ہیں۔ ان نعمتوں کو سوچا کرو جو خاص الخاص تمہارے لیے ہیں......"

"مثلاً......؟؟" کشف نے اپنا موڈ ہلکا پھلکا کرنے کے لیے اسے چھیڑا تھا۔

"محتشم ہوتا تو کہتا جیسے کہ میں۔ لیکن میں چونکہ محتشم نہیں ہوں تو کہوں گا۔ اماں ہیں، خالہ ہیں اور تمہاری دو سہیلی احمر......" کشف بے ساختہ ہنسی کوئی چاندی سی تھی جو اماوس رات میں بکھری تھی......

"کہتے ہیں محبت اثر کرتی ہے اتنے سناتے رہتے ہیں آپ محتشم کے اشعار اور فلرٹ کے آپ ہو بھی اس کے فرینڈ......تو۔؟" کشف نے بات ادھوری چھوڑی۔

"محبت وہاں اثر کرتی ہے جہاں کوئی اثر لینا چاہے۔ میرے راستے اور منزل تو واضح ہے اور کبھی یہ سب مذاق میں اور دل بہلانے کو کرتا ہے کیونکہ اس کی پرسنلٹی ہے حالانکہ رنگ سانولا ہے لیکن کشش بہت ہے۔ آنکھیں اور مونچھیں دونوں بڑی بڑی ہیں پلکیں بھی لڑکیوں کی مصنوعی لگائی گئی جیسی ہوں جیسے، تو لڑکیاں بھی کھنچتی ہیں اس کی جانب...... حالانکہ لڑکیوں کو بے وقوف ترین مخلوق کہتا ہے۔"

المیر مسکرایا تھا۔ اتنے اندھیرے اور اس کی طرف نہ دیکھنے کے باوجود کشف نے اس کی مسکراہٹ کو محسوس کیا تھا۔

"باقی کے سود و زیاں اندر جا کے کر لیجیے۔ رات بھیگ رہی ہے۔" المیر اٹھتے ہوئے بولا۔

"مذاق بنا رہے ہیں؟" کشف بھی اٹھی۔

"ارے نہیں...... یہ حساب کتاب اور تنہائی ضروری ہوتی ہے۔ اکثر کرتے رہنا چاہیے۔ اس میں کئی ایک شکرانے کے پہلو نکلتے ہیں۔"

☆☆☆

"چوڑیاں کڑیو......" منہارن گر کی آواز پوری گلی میں پھیلتی چلی گئی۔ پرانے دنوں کی یاد آنگن میں کھلکھلائی۔ اماں اور خالہ دونوں ہی مسکرا دیں۔ برسوں ہا بعد ایسی آواز سنی تھی۔ اب گھر گھر پھر کر چوڑی بیچنے والی عورتیں کہاں ہوتی تھیں؟ نجانے کون مجبوری کی ٹوکری سر پہ اٹھائے پھرتی تھی؟ کشف رنگوں کی پلیٹ ہاتھ میں تھامے اس میں برش پھیرتی تھی۔ احمر باہر سے آتا منہارن کو ساتھ ہی لے آیا۔ اب وہ املتاس کے نیچے اپنی ٹوکری کھولے بیٹھی تھی۔ اماں اور خالہ بیتے دنوں کی یاد میں اس کے قریب کھسک آئیں۔ کشف نے بھی پلیٹ ایک طرف رکھی اور اس کے قریب آ بیٹھی۔

"کشف لے لو چوڑیاں......" اماں نے آفر کی تھی۔

"باقی دونوں لڑکیاں کہاں ہیں؟" منہارن کی

Scanned with CamScanner

پاٹ دار آواز صحن میں گونجی تھی۔

"باقی دو؟" اماں اور خالہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور منہارن کو۔

"یہ منڈا باہر سے لایا ہے مجھے کہ گھر میں تین لڑکیاں ہیں۔" اس نے احمر کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ تین ہی تو بیٹھی ہیں۔ سمجھ جو مرضی لیں۔" احمر کہتا ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا۔ کشف مختلف لچھے اٹھا اٹھا کے دیکھنے لگی۔

"سفید اور سیاہ کے علاوہ جو چاہو اور جتنی چاہو چوڑیاں لے لو۔" کشف نے سیاہ ریشمی چوڑیوں کا لچھا ہاتھ میں پکڑا تھا جب المیر نے پاس سے گزرتے کہا اور والٹ نکال کے اماں کو دیا۔

اماں اور خالہ نے چینی کی سبز چوڑیاں پہنی تھیں جبکہ کشف کو انہوں نے بضد اصرار سلکی چوڑیاں پہنائی تھیں۔

"یہ بہت ہیوی لگ رہی ہیں۔" وہ پہنتے ہوئے بول بھی رہی تھی۔ منہارن ماہرانہ انداز سے پہنا رہی تھی۔ کشف نے غور کیا وہ تھوڑے بھاری جثے کی عورت تھی۔ سانولا رنگ، ماتھے پہ سبز بندی کھدوائی ہوئی تھی۔ ایک دانت سنہرا لگوایا ہوا تھا۔ کانوں میں کئی ایک چاندی کی بالیاں تھیں۔

نجانے کیا مجبوری رہی ہوگی اس کی؟ کشف نے اس کی سرمہ بھری سیاہ آنکھوں کو بغور دیکھا۔

"بس باقی پیک کردیں......" کشف ہاتھ کھینچ کے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے ذہن میں پینٹنگس کا خاکہ آگیا...... وہ تیزی سے کمرے میں آئی اور اسکیچ بک لیا اور اسکیچ کرنے لگی۔ کافی دن سے دماغ میں چلتی کشمکش کو حل مل گیا تھا۔

☆☆☆

المیر اپنی ہی دھن میں بائیک چلا رہا تھا جب محتشم نے اس کے بالکل قریب آکر گاڑی روکی۔

"عالم آرا! کہاں اڑے جا رہے ہو؟" وہ گاڑی سے باہر نکل آیا۔

المیر نے بھی بائیک ایک طرف کھڑی کی۔

دونوں اپنی جاب میں مصروف ہوتے تھے مگر روز یا ایک آدھ دن چھوڑ کے ملنے کا وقت نکال ہی لیتے تھے۔ کشف کی پینٹنگز آفس دینے گیا تھا۔"

"گڈ...... میں کال کرتا رہا کل......"

"ابا کی کڑی نگرانی میں ہوتے ہیں ہم جناب۔ میٹنگ میں تھا جب کال آئی۔ پھر شام کو تمہاری طرف آنے کے لیے نکلا تو بس کام آن پڑا۔" محتشم نے وضاحت دی۔

"کسی باجی کی برتھ ڈے ہوگی......" المیر گویا اسے خوب جانتا تھا۔

"باجی کی تو نہیں...... ہاں البتہ تمہاری بھابھی کی ہو سکتی ہے......" محتشم پراسرار سا مسکرایا۔

"بھابھی......؟" المیر کو خوش گوار حیرت ہوئی۔

"جی ہاں۔ کل سہانی سی شام ہم منگنی کے بندھن میں بندھ گئے۔"

"مبارک باد۔ یونی ورسٹی فیلو ہے یا اسکول فیلو؟"

"رشتہ دار فیلو ہے۔ ماموں کی بیٹی......"

"اور باقی باجیاں؟"

"کہا تو تھا بے وقوف ترین مخلوق تھیں وہ......"

"اللہ، ان بے وقوفوں کو ہدایت دے......"

"بالکل...... آمین...... اب تم بھی اپنے سہرے کے پھول کھلاؤ......"

"خود منگنی کی ہے تو میرے سہرے کے پھولوں کی بھی کمی پڑ گئی ہے؟" المیر نے چھیڑا۔

"ایک دو روز تک شادی کی ڈیٹ بھی فکس ہو جانی ہے۔"

"واہ کیا اسپیڈ ہے بھائی جان......!" المیر نے اس کے شانے تھپکے۔

"بس منگنی کی خبر ہی سنانی تھی؟ کوئی مٹھائی؟ کوئی ٹریٹ؟" المیر نے اسے شرم دلانی چاہی۔

"بلواتا ہوں کسی دن خاص دعوت پہ......"

"بالکل اور ساتھ ہی پرانی محبتوں کا پرسہ ہو جائے گا۔ ویسے اب تو چھوڑ ہی دو گے ناں پرانی نئی

Scanned with CamScanner

محبتیں؟"

"کاش اب لڑکیاں سمجھ دار ہو جائیں۔"

"اکیلی ان کی سمجھ داری ہی کافی نہیں۔ تمہیں بھی ہدایت نصیب ہونا لازم ہے۔"

المیر نے آئینہ دکھایا۔

"یہ تو پھر توفیق کی بات ہوئی۔" محتشم خود پہ الزام لینے کو قطعی طور پر تیار نہ تھا۔

☆☆☆

المیر کو ورکشاپ کے سلسلے میں تین دن آفس کی طرف سے اسلام آباد جانا تھا۔ وہ کبھی شہر سے باہر نہ گیا تھا اور نہ ہی رہا تھا سو کافی مشکل لگ رہا تھا۔

"احمر کو ساتھ لے جاؤ۔" اماں نے مشورہ دیا تھا۔

"میں پہلے ہی آپ لوگوں کی وجہ سے پریشان ہوں کہ آپ تین خواتین کیسے مینج کریں گی۔ اوپر سے احمر کو بھی لے جاؤں۔"

"ان دو خواتین کے ساتھ مجھے شامل مت کیا کریں۔ خواہ مخواہ مجھے ان کی اماں والی فیلنگز آتی ہیں۔" کشف نے برا منایا تھا۔

"او کے لڑکی بالی عمریا...... پیکنگ کردو میری...... اور آپ خواتین کو پریشان ہونے کی بالکل ضرورت نہیں۔ تین ہی تو دن ہیں۔ میں کوئی بچہ ہوں۔ میں ذرا ایک دو دوستوں سے مل کر آتا ہوں۔" المیر اٹھا اور باہر نکل گیا۔

کشف نے خالہ کے ساتھ مل کر پیکنگ کروائی اور اوپر والے پورشن سے اپنا ضروری سامان لے آئی۔ المیر جب کام کے سلسلے میں رات باہر گزارتا تو کشف اور اماں نیچے خالہ کے کمرے میں ہی سو جاتیں۔ خالہ اس کی تائی بھی تھیں۔ دونوں بہنیں ایک ہی گھر بیاہ کر آئی تھیں۔ بچوں کا آپس بھی بچپن کا ہی پیار تھا۔ پھر الگ گھر لیا بابا نے تو کشف لوگ شہر کے دوسرے کونے میں شفٹ ہو گئے۔

بابا کی ڈیتھ کے بعد، ان کے اکیلے رہنے کے مسئلے نے سر اٹھایا تو خالہ اور المیر نے بخوشی اپنے ہاں رہنے کو کہا، اوپر والے پورشن میں ایک کمرہ اور برآمدہ تو تھا ہی کچن اور واش روم بھی بنوا دیا۔ اماں تو زیادہ تر نیچے ہی ہوتیں۔

کشف کو اپنے کام کے سلسلے میں تنہائی درکار ہوتی تو ایزل اٹھائے چھت پہ چلی جاتی۔ نیچے ہوتی تو اس کی پسندیدہ جگہ بوگن ویلیا کے پاس جہاں...... اس کا ایزل سجا رہتا۔

المیر کے اسلام آباد جانے کے اگلے دن اسے کال آئی تھی۔ اس کی پینٹنگ اول انعام کی حق دار قرار پائی تھی۔ یہ اس کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ اماں اور خالہ محلے میں کسی کی عیادت کو گئی ہوئی تھیں۔ احمر کالج میں تھا۔ اتنی خوشی وہ کس سے شیئر کرے؟ کشف نے املتاس کے نیچے بیٹھے المیر کو کال کی۔

"ایک گڈ نیوز ہے......" خوشی اس کی آواز سے چھلکتی تھی۔

"ارے واہ......" المیر کی مسکراہٹ اس کی آواز سے عیاں تھی۔

"بوجھو کیا؟"

"تم نے مجھے کال کی ہے، میرے لیے تو یہی گڈ نیوز ہے۔ اس کے آگے ہر نیوز ہیچ ہے۔ اب تو جو بھی کہو گڈ نیوز ہی ہوگی۔"

الفاظ مائل کر دیتے ہیں اور قائل بھی۔ املتاس کے بڑے سے پتے پہ کشف نے نگاہوں سے لکھا تھا۔

"میری پینٹنگ اول انعام کی حق دار قرار پائی ہے۔"

"انہوں نے یقیناً میری نگاہوں سے دیکھا ہوگا؟" المیر مسکرایا۔

"وہ بہت قابل لوگ ہوتے اور سینکڑوں میں سے سلیکٹ ہوئی ہے۔" کشف نے برا منایا۔

"اچھا کیا پینٹنگ بنائی تھی؟" کشف نے کسی کو دکھائی نہ تھی۔

"ایک بوڑھا جھریاں بھرا استخوانی بازو جس نے کلائی بھر کے چوڑیاں پہن رکھی تھیں۔ ہر رنگ کی خوب صورت چمکتی ہوئی۔"

"واہ..... اتنا زرخیز ذہن آپ کا ہی ہوسکتا۔
منٹ لینا آؤں گا ٹریٹ ادھار ہے۔"

"تھینک یو۔" کشف نے فون رکھا۔ المیر اسے اچھا لگتا تھا ہر لحاظ سے کزن، دوست اور زندگی بھر کے ساتھی کے طور پر بھی۔

☆☆☆

المیر تین دن کا کہہ کر گیا تھا اور پانچویں دن تک نہ لوٹا تھا۔ احمر کالج کے ٹرپ کے ساتھ گیا تھا کشف اماں اور خالہ کو بعید اصرار نسبتاً قریب کے ریسٹورنٹ ٹریٹ دینے لائی تھی۔

"میرے لیے اتنی بڑی کامیابی ہے۔ کچھ تو فیل کریں آپ بھی۔" وہ ان کو قائل کرتی روہانسی ہو رہی تھی۔

"ہمیں خوشی ہے بیٹا۔ لیکن یوں ہم تینوں کا منہ اٹھا کر ریسٹورنٹ چلے جانا۔ المیر، احمر کو تو آنے دو۔" اماں نے سمجھانا چاہا تھا۔

"ہر دوسرے دن تو آپ دونوں محلے میں کسی کی عیادت تو کسی کی خیریت کو پہنچی ہوتی ہیں۔"

"چلو چلتے ہیں۔" خالہ نے ہی بالآخر اماں کو بھی تیار کیا تھا اس ریسٹورنٹ کی مشہور دنبہ کڑاہی انہوں نے آرڈر کی۔ خالہ اور اماں نے یہی شرط رکھی تھی آنے کی کہ فاسٹ فوڈ نہیں کھائیں گی اور بل خالہ دیں گی۔

تینوں نے ہنسی خوشی کھانا انجوائے کیا تھا۔ واپسی کے لیے کشف نے کیب منگوائی تھی۔

"اماں! خالہ آپ جا کر بیٹھیں۔ میں بل پے کر کے آتی ہوں۔"

کشف کے کہنے پر دونوں اٹھیں۔ وہ ابھی گاڑی کے قریب ہی پہنچی تھیں کہ کشف بھی بل پے کر کے نکلی۔

شیشے کا دروازہ کھولنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب کسی نے دروازہ تیزی سے کھول کر اس کی سمت بغور دیکھا۔

لمحوں کا عمل صدیوں پر محیط ہو گیا تھا دونوں نے

ایک دوسرے کی آنکھوں کو بغور دیکھا۔ محتشم باہر اماں اور خالہ کو دیکھ چکا تھا اسے لگا المیر آ گیا ہے، اسی لیے وہ لپک کر آیا تھا۔

"ارے یہ تو محتشم ہے۔" کشف نے اسے پہچان لیا تھا دونوں نے ایک دوسرے سے نگاہیں ہٹائی تھیں مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔

آنکھوں نے تو صرف دیکھا تھا۔ دل نے تو دروازے ہی وا کر لیے تھے۔ یہ غلط ہوا تھا ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا کشف مرے مرے قدموں سے گاڑی تک آئی۔ اس نے محتشم کو تصاویر میں دیکھا تھا۔ اس لیے اسے دیکھتے ہی پہچان گئی تھی کیا اس نے بھی کچھ فیل کیا ہوگا۔

کشف واپسی کے وقت خاموش سی تھی وہ یوں تو واپس آ رہی تھی مگر کسی سفر کا آغاز ہو چکا تھا اذیت ناک آغاز۔

"بل تو میں نے دیا ہے تم کیوں اداس ہو؟" خالہ نے اسے چھیڑا تھا۔ وہ خاموشی سے باہر دیکھتی رہی۔

"کشف کیا ہوا؟" اماں نے بھی اس کی خاموشی محسوس کی تھی۔

"کچھ نہیں..... شاید ہیوی کھالیا ہے ناں اس لیے....."

وہ باہر دیکھتی اپنی کیفیت سے خود ہی حیران تھی۔ وہ کتنے ہی لوگوں سے ملتی تھی مگر اس نے کبھی ایسا فیل نہیں کیا تھا۔

اس نے کتنی ہی خوب صورت آنکھیں دیکھی تھیں سبز، نیلی، براؤن، سیاہ۔ مگر آخر ان عام کالی آنکھوں میں کیا تھا؟

اپنی کیفیت کشف کی سمجھ سے باہر تھی۔

اس کا پورا جسم بالخصوص دل کو تالا لگا کر چابیاں دو آنکھوں نے محفوظ کر لی تھیں۔ گھر آنے رات بھر سونے کے بعد بھی اس کی یہی کیفیت تھی صبح اٹھتے ہی پہلا آنے والا خیال بھی یہی تھا۔

☆☆☆

وہ املتاس کے نیچے کرسی پہ گم صم سی کیفیت میں بیٹھی تھی۔ کیسی بے بسی ہے انسان کے ساتھ وہ سب ہو رہا ہو جو وہ چاہتا ہی نہ ہو۔ جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔

المیر نے اندر داخل ہوتے اسے بغور دیکھا اور صحن تک آتے اسے حیرت ہوئی تھی۔ دروازہ کھلنے اور بند کرنے کی اچھی خاصی آواز آئی تھی اس نے سلام بھی کیا تھا مگر کشف کا ارتکاز نہیں ٹوٹا تھا۔

المیر سوٹ کیس ایک طرف رکھتا اس کے بالکل سامنے کھڑا ہوا۔ مگر اس کی سوچیں اس کے گھنگھریالے بالوں کی طرح الجھی ہی رہی تھیں۔ جانے کون سی گتھی تھی جو سلجھتی تھی نہ ہی ارتکاز ٹوٹتا تھا۔

"ہیلو۔" المیر نے اس کی نگاہوں کے سامنے ہاتھ ہلایا۔

"آپ......" خیالات کا سلسلہ ٹوٹا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ لمبی مسافت سے واپس آئی لگتی تھی "آپ کب آئے؟" کشف نے مسکرانے کی سعی میں ہونٹ پھیلائے۔ المیر کو وہ ہونق سی لگی۔

"کافی دیر سے کھڑا ہوں۔ جیتنے کی خوشی شاید تمہارے دماغ پہ اثر کر گئی ہے۔" المیر سوٹ کیس وہیں رکھے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

کشف شش و پنج کی کیفیت میں وہیں کھڑی رہی کہ وہ اب کیا کرے؟ پھر سوٹ کیس لا کر لاؤنج میں رکھے اور کچن کی جانب آئی۔ فریج سے آلو بخارا اور فالسہ نکالا جگ بھر کر شربت بنایا اور لے کر اندر آئی۔ المیر اماں اور خالہ کو گلاس میں شربت دیا اور واپس آ کر وہیں املتاس کے نیچے کرسی پہ بیٹھی۔

"یہ ناراضی کیسی اور کس بات پر ہے؟" اپنے پیچھے اس نے المیر کی آواز سنی تھی۔

"ناراضی نہیں ہے بس یونہی طبیعت میں سستی سی ہے۔" کشف نے اسے دوسری کرسی پیش کی۔

"تمہارنے لیے گفٹ لایا تھا۔" المیر نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کیس اسے تھمایا۔

کشف نے غائب دماغی سے کھول کے دیکھا۔ خوب صورت بریسلٹ اپنی چھب دکھا رہا تھا۔

"مجھے یہ گفٹس وغیرہ کا زیادہ آئیڈیا نہیں ہے۔ محتشم سے پوچھا تو اس نے یہ آئیڈیا دیا۔" وجود پہ چھائی کستی یکلخت ہٹی تھی۔ کشف نے بڑے اشتیاق سے اور احتیاط سے کیس سے بریسلیٹ ہاتھ میں پہنا۔

"تھینک یو......" اس کے لہجے میں رنگ اترے تھے۔ آواز کھنکی تھی۔

المیر نے اگر اسے مائل اور قائل کر لیا تھا تو محتشم کی ایک نگاہ نے ہی گھائل کر دیا تھا۔ وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ کیا ہر محبت کرنے والا ایسا چاہتا ہے؟

وہ المیر کی منگیتر تھی اور تا حیات اسی کے سنگ رہنا چاہتی تھی۔ اس کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتی تھی۔ مگر اس کا دل اسے پیچھے کو کھینچتا تھا۔ روتا تھا، کرلاتا تھا اسے ایک ایسا فیصلہ کرنے کا کہتا تھا جس میں نرا خسارہ تھا۔

وہ آرٹسٹ تھی، چیزیں، لوگ، جگہیں اسے متاثر کرتی تھیں...... مگر یہ والی انسپائریشن تو زندگی تباہ کرنے پر تلی تھی۔

☆☆☆

المیر عصر کی نماز کی ادائی کے لیے گیا تھا۔ کشف جانتی تھی وہ اکثر نماز پڑھتے جاتے ہوئے موبائل چارجنگ پہ لگا جایا کرتا تھا۔

اماں اور خالہ کچن میں تھیں اور احمر ٹیوشن۔ کشف خاموشی سے المیر کے کمرے میں آئی سنگل بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر موبائل چارجنگ پہ لگا تھا۔

اس نے احتیاط سے موبائل اٹھایا۔ لاک کھولا اور واٹس ایپ چیٹ نکالی وہ المیر اور محتشم کی واٹس ایپ چیٹ پڑھ رہی تھی۔ ضمیر کی تنبیہ تو جاری تھی مگر دل پر سکون ہوتا جا رہا تھا۔

اس نے محتشم کے نمبر کو بغور دیکھا۔ اسے کہیں نوٹ کرنے کی ضرورت نہ پیش آئی وہ دل میں گویا نقش ہو گیا۔ اس نے المیر کی فیس بک آئی ڈی نکالی

اور فرینڈ لسٹ چیک کی۔ محتشم معاذ اس نے نام اور پروفائل اپنے ذہن میں محفوظ کیا۔

"یہ غلط ہے۔؟" ضمیر نے زوردار تنبیہ کی۔

وہ غلط ہے جو اس کے ساتھ ہو گیا تھا۔ محبت، محبت کرنی چاہیے، یا نہیں سے ماورا ہوتی ہے۔ اور کیا محبت تھی؟ متاثر ہونا؟ جذباتی لگاؤ؟ یا کوئی گہری نظر کا اثر؟ کاش محبت کو کوئی پیمانہ ہوتا وہ اپنی گھائل ہوئی حالت سے خود ہی پریشان تھی۔ وہ ایسا کب چاہتی تھی۔

اس نے محتشم کی تصویر کو زوم کر کے دیکھا۔ وہ کہیں سے بھی المیر سے زیادہ خوب صورت نہ تھی۔ المیر کے پاس تو کتنے ہی پلس پوائنٹس تھے، اس کا کزن تھا دوست تھا با کردار اور شریف تھا۔ محنتی تھا اس کی عزت کرتا تھا۔

کشف محتشم کی طرف نہیں متوجہ ہونا چاہتی تھی مگر ہو رہی تھی کیوں ہو رہی تھی وہ خود بھی لاعلم تھی۔ اس نے خاموشی سے موبائل رکھا اور باہر نکل آئی اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا۔

اپنا موبائل نکال کر اس نے نمبر سیو کیا محتشم معاذ کے نام سے۔ پھر ڈیلیٹ کر دیا۔ صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھتے اس نے اس کیفیت کو جھٹکنا چاہا جو دو تین روز سے طاری تھی۔ اس نے پھر سے موبائل اٹھایا اور ماریہ کے نام سے محفوظ کیا۔ چند پل گھورتی رہی اور پھر ڈیلیٹ کر دیا۔ جو نمبر دل پہ ہی نقش ہو جائے وہ محفوظ کرنے کا فائدہ؟

کشف نے پھر سے نمبر ڈائل کیا۔ اور کال کے آپشن کو گھورتی رہی۔ وہ کال کر کے کیا کہے؟ وہ کال کیوں کرے؟ اس کے خود سے ہی سوالات شروع ہو گئے۔ شاید ایک بار کال کرنے سے وہ اس کیفیت سے نکل آئے۔ دل نے بودا سا جواز دیا تھا۔

لیکن وہ کیا بتائے گی وہ کون ہے؟ وہ کیا سوچے گا؟ وہ تو پہلے ہی کہتا تھا لڑکیاں بے وقوف ترین مخلوق ہیں تو کیا وہ ثبوت دے؟

اور کیا پتا اس کی حالت اس جیسی نہ ہو۔ اس نے پہچانا ہی نہ ہو اس پہ اس نظر کا اثر ہی نہ ہوا ہو۔ محتشم اس کی طرح خالی ہاتھ نہ رہ گیا ہو۔ اس کو پرواہ تک نہ ہو۔ کیا پتا؟

شکاری اور شکار میں سے گھائل تو کوئی ایک ہی ہوتا ہے ناں۔ کیا پتا وہ صرف کشف ہو۔

اس نے تھک کر صوفے سے ٹیک لگائی تھی دو آنسو پلکوں کے کناروں پہ ماتم کناں تھے۔

☆☆☆

المیر نے کمرے میں آ کر موبائل چارجنگ سے اتارا۔ ورکشاپ کے کچھ کولیگز کے اس نے نمبر سیو نہیں کیے تھے۔ کسی کولیگ سے بات کرنا تھی، وہ موبائل لے کر بیڈ پہ نیم دراز ہوا۔ نمبر سیو تو نہیں تھا مگر اس کولیگ سے بات بار ہا ہوئی تھی سو اس نے ہسٹری نکالی۔ محتشم کی چیٹ، فیس بک آئی ڈی۔ یہ محتشم کو کون سرچ کرتا رہا ہے؟ اس نے حیرت سے موبائل کو دیکھا۔ دروازے پر دستک دے کر اماں اندر آئیں۔

"المیر! چائے یہیں لا دوں؟ یا سب کے ساتھ باہر ہو گے؟"

"محتشم آ رہا ہے میں اس کے ساتھ پیوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" اماں مڑنے کو تھیں جب المیر کی آواز پہ رکیں۔

"میرے کمرے میں کوئی آیا تھا یا موبائل لیا تھا کسی نے؟"

"نہیں۔ میں اور صفیہ تو کچن میں ہیں۔ کشف اوپر اپنے کمرے میں اور احمر تمہیں پتا ہے اس وقت اکیڈمی ہوتا ہے کیوں خیریت؟؟"

"ویسے ہی بس موبائل آن تھا لاک کھلا ہوا۔" المیر نے لہجے کو سرسری کیا۔

"لو چارز پر ملانا کون سا مشکل ہوتا ہے کھل گیا ہو گا تم کوئی مشکل لاک رکھ لو۔"

"کباب اور نگٹس بنائے ہیں چائے کے ساتھ محتشم آ رہا ہے تو کچھ اور بھی بنا لوں ساتھ؟"

"نہیں ٹھیک ہے۔ آپ ٹرے سیٹ کر دیں آ گیا ہے شاید محتشم۔ کال آ رہی ہے۔"

المیر اٹھ کر باہر گیا اور ڈرائنگ روم کھولا۔ محتشم بے شک اس کے دوست تھا مگر یوں کبھی بھی سب کے سامنے نہیں آیا تھا۔

صبغہ اور صفیہ بے شک اس کی ماں برابر سہی لیکن کبھی اس کے سامنے نہ گئی تھیں۔ روایات کی پاسداری کی جاتی تھی ان کے یہاں...... ہاں محتشم کا گھر میں ذکر ہوتا تھا اور خوب ہوتا تھا۔

المیر چائے لے کر آیا تو محتشم پینٹنگ کے سامنے کھڑا تھا۔ کشف کی بنائی تازہ ترین پینٹنگ کے سامنے۔

"یار بڑی کمال پینٹنگ ہے......"

"کشف نے بنائی ہے فرسٹ پرائز جیتا ہے اس پینٹنگ نے۔" المیر نے ٹرے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بتایا اور خود بھی سامنے صوفے پر بیٹھا محتشم کو وہ روشن آنکھوں والی لڑکی یاد آگئی خوب صورت آنکھوں کے اوپر مڑی ہوئی لمبی پلکیں۔ اس نے ذرا سی آنکھیں چندھیائی تھیں اور پھر سے نارمل پوزیشن پہ چلی گئیں۔

آنکھوں میں شناسائی کی ہلکی سی رمق تھی اور پھر وہ آنکھیں جھک گئی تھیں۔ وہ کشف تھی المیر کی کشف۔ وہ المیر کی ہونے سے پہلے اسے ملی ہوتی تو وہ ان آنکھوں کے سارے راز سارے رنگ دیکھنے میں تگ و دو کرتا۔ مگر وہ المیر کی کزن تھی اور منگیتر بھی۔

دل میں ہلکی سی کسک لیے اس نے چہرہ دوسری جانب موڑا تھا رشتوں کی حرمت پہچانتا تھا، وہ ویسے بھی سب کی آزمائش ایک جیسی نہیں ہوتی ہے۔ کوئی پہلے مرحلے میں ہی پاس ہو جاتا ہے اور کسی کو جان کی بازی تک لگانی پڑتی ہے، صبر کی آخری حدوں کو چھونا پڑتا ہے۔

"اس بوڑھے لسوانی ہاتھ کو دیکھ کر بھی ٹھرک پن جاگ اٹھا ہے تمہارا۔ چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے شامی......!"

"حقیقت کا گماں ہوتا ہے اس پینٹنگ پر......" محتشم صوفے کی جانب آیا۔

"ذہین ذہن کا شاخسانہ ہے۔"

"بالکل۔ اور تم اب مجھے یہ فلرٹ بازی کے طعنے دینے چھوڑ دو۔ میچور ہو گیا ہوں اب میں۔" محتشم نے نگلس اٹھا کے منہ میں رکھا۔

"کتنے گھنٹوں کے لیے؟" المیر اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔

"سوچا تو ساری عمر تک کے لیے تھا مگر پھر ایک دو خوب صورت چہرے سامنے آ گئے۔" محتشم کے بے بسی سے کہنے پر المیر کی ہنسی نکل گئی۔

"تم نہیں باز آؤ گے؟"

"یار! میں کرتا ہی کیا ہوں؟ صرف گپ شپ! ان کے دکھڑے سن لیتا ہوں۔" محتشم معصومیت سے بولا۔

"بشرطیکہ کسی دکھی انسان کے ہتھے چڑھ جاؤ تم......" المیر نے وارن کیا تھا۔

☆☆☆

وہ املتاس کے نیچے سر نیہوڑے بیٹھی تھی۔ بوگن ویلیا کے پاس پڑا ایزل حیرت و حسرت سے تکتا تھا۔ آسمان پہ صبح سے بادلوں کا راج تھا شاید کسی کی دکھی کتھا سننے کے انتظار میں تھے کہ پھر برس پڑتے وہ بھی خیالوں اور باتوں کے بوجھ سے بھری ہوئی تھی۔

کشف نے آنکھیں موند کے سوچنا چاہا کوئی ایسا انسان جس سے وہ اپنی کیفیت بیان کر سکے۔ اپنے خیالات، جذبات کا اظہار کر سکے۔ اماں سنتیں تو پیٹ ڈالتیں، دوستیں سنتیں تو لعن طعن کرتیں معاشرہ سنتا تو بے راہ رو قرار دیتا۔

وہ اس ٹراما سے نکلنا چاہتی تھی اس زخم کا ایسا مرہم چاہتی تھی کہ زخم کا نشان تک نہ باقی رہے۔ یہ کیفیت مشکل تھی تو سوال اندر ہی اندر اسے کھائے جاتے کہ کا کوئی جواب نہیں تھا۔

اس کے خیال نے پوری طرح اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ وہ محتشم سے بات کرنا چاہتی ہے، اس کے بارے میں جاننا چاہتی ہے۔ اس کے ساتھ وقت بتانا چاہتی ہے مگر وہ یہ سب چاہتی بھی نہیں ہے۔ اس

نے خود پہ بند باندھے ہوئے ہیں۔ اپنی توجہ بھٹکائے رکھتی ہے۔
اس سے زیادہ وہ کیا کرے؟ ہاں اس سے زیادہ وہ کیا کرے؟ دو آنسو پلکوں سے ٹوٹے اور گالوں پہ پھسلتے چلے گئے۔
دو قطرے اس کے سر پہ بھی گرے اور گرتے چلے گئے۔ بارش شروع ہو گئی تھی۔ املتاس کے پتے چھایا بنے تو تھے مگر بارش کو اس کے دکھ میں شریک ہونا تھا۔ اور وہ راستہ بنا کے ہو رہی تھی۔
صبغہ نے صفیہ کو اشارہ کیا اور دونوں نے اس بھیگتی لڑکی کو افسوس سے دیکھا۔
''تمہیں کہتی تو ہوں۔ اسے دم کروالو۔ جب سے انعام جیتا ہے نظر کھا گئی ہے بچی کو۔ بالکل چپ ہی لگ گئی ہے۔''
''بس آپا، بات کرتی ہوں تو ہوں ہاں میں جواب دیتی ہے میں تو خود بھی فکر مند ہوں۔''
''اب دونوں سیٹ ہو تو گئے ہیں اب تیاری شروع کرتے ہیں شادی کی؟ المیر آئے تو بات کروں؟'' صبغہ نے صفیہ سے پوچھا۔
''کر لیجیے گا۔ میں بھی آج کشف سے بات کرتی ہوں۔'' صفیہ نے تہیہ کیا۔

☆☆☆

کشف گل دوپہری کے گملے سے جڑی بوٹیاں نوچتی تھی۔ المیر نے ایک نظر اس کی مصروفیت کو دیکھا اور پھر سامنے رکھے ایزل کو۔
''بس انعام ہی جیتنا تھا؟'' المیر اس کے سامنے کھڑا ایزل کی طرف اشارہ کرتے پوچھ رہا تھا۔
''کچھ انسپائر ہی نہیں کیا؟'' اس کی آواز پژمردہ تھی۔
''کیسے انسپائر ہوتی ہو؟'' المیر نے دلچسپی سے پوچھا۔
''کبھی ایک نظر ہی انسپائر کر دیتی ہے اور کبھی رنگوں کا جہان بھی بے رنگ لگتا ہے۔''
''تو وہ ایک نظر ہم پہ ڈال لیجیے آرٹسٹ صاحبہ۔''
''وہ ایک نظر ہی تو بس میں نہیں ہے، من مرضی کرتی ہے۔''
''یہ تو اچھی بات ہے۔''
''اچھی بات ہی تو نہیں ہے، وہ ایک نظر کسی کو بھی غلط انداز نظر دے سکتی ہے۔''
''آرٹسٹ ہو مگر اچھی لکھاری بن سکتی ہو......'' المیر اس کا سر تھپتھپاتا آگے بڑھا۔
کاش وہ کہانی کار ہوتی اور لکھ کے ہی بوجھ ہلکا کر لیتی۔ لکھنے والوں کے بوجھ ہلکے ہوتے ہیں کیا؟؟
''گل دوپہری تم کتنی اچھی ہو تمہیں جذبات کے عذاب نہیں اٹھانے پڑتے۔'' کشف نے گل دوپہری کے گلابی پھول کو چھوا۔
''اگر وہ یہ سب المیر سے ہی ڈسکس کر لے تو؟'' وہ اتنے دن سے اس مسئلے کا بوجھ اٹھائے تھک رہی تھی اور اب حل چاہتی تھی۔
کیا یہ محبت ہے؟ تو وہ اسے نفرت میں بدلنا چاہتی تھی۔
کیا یہ انسپائریشن تھی؟ تو وہ اس سے چھٹکارا چاہتی تھی۔
اگر یہ کوئی جادو تھا؟ تو اسے اس کا توڑ چاہیے تھا۔
اگر کوئی آزمائش تھی تو وہ صبر کا انعام چاہتی تھی۔
''اگلی پینٹنگ گل دوپہری پہ ہونے والی ہے؟'' احمر اس کے پاس آتے ہوئے مسکرایا تھا۔
''احمر! ایک بات پوچھوں؟''
''سو پوچھیں......'' احمر فرصت سے اس کے سامنے بیٹھا۔
''مرد کا ظرف کتنا بڑا ہوتا ہے؟''
''یہ تو مرد کی پسند یا مرضی پہ منحصر ہوتا ہے اس کی من مرضی ہو تو ظرف سمندر ہو جاتا ہے۔ اور اگر نہ ہو تو کوزہ یا چلو بھر جس میں وہ کسی کو بھی ڈبو دے۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔''
''ایسے ہی بیٹھے بیٹھے ذہن میں آیا......'' کشف نے لہجے کو سرسری کیا۔

Scanned with CamScanner

☆☆☆

کشف نے خود کو خود ہی سنبھالنا، اس زخم کو اسے خود ہی ناسور بننے سے بچانا تھا۔ اس کے پاس محتشم کا نمبر موجود تھا۔ مگر اس نے اسے کال نہیں کی تھی۔

وہ ڈرائنگ روم میں آتا تو سماعتوں کو سیراب کرنے وہ ڈرائنگ روم کے آس پاس نہیں بھٹکتی تھی۔ بلکہ وہ اوپر والے پورشن میں آجایا کرتی تھی۔

محبت وہیں پھلتی پھولتی ہے جہاں توجہ ملے، سماعتیں سیراب ہوں اور بصارت کو دید کا سکون ملے۔ کشف کے قدم تو جہاں جمنے لگے تھے وہیں سے اس نے واپس موڑ لیے تھے۔ قدم بھاری ضرور تھے اور اٹھنے سے انکاری بھی۔ مگر اس کی کوششیں جاری تھیں۔

کوششیں جو رنگ لاتی ہیں، کوششیں جو کارگر ثابت ہوتی ہیں اور کوششیں جو کامیاب کر دیتی ہیں۔ ورنہ دل کو دنیا کی پرواہ کہاں؟ وہ تو اکساتا تھا قدم بڑھاؤ۔ وہ تو کہتا تھا کسی کی پرواہ مت کرو۔ وہ تو کہتا تھا محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے۔

مگر محبت اور جنگ میں رشتوں کی پامالی ہو تو نہ ایسی محبت جائز ہوتی ہے نہ جنگ...... بہت دلوں کو روند کے آپ اپنا دل خوش نہیں رکھ سکتے، باغ اجاڑ کے آپ اپنے پھول کے رنگ کیسے برقرار رکھ سکتے ہیں۔

وقت گزر رہا تھا اور کشف کو لگ رہا تھا زخم پہ کھرنڈ آرہی ہے۔ ہاں دل باغی تھا مگر اس نے ایک بات ضرور مان لی تھی ایک تو مان ہی سکتی تھی وہ......

وہ ایزل لیے اوپر اپنے کمرے میں آئی۔ اس نے سب سے پہلے آنکھیں پینٹ کی تھیں اور پھر ان میں وہ جذبات بھی بھر دیے تھے۔ ان آنکھوں کے رنگ میں نمایاں رنگ حیرانی کا تھا۔

اس نے الیمر کے موبائل میں کتنی ہی بار محتشم کو دیکھا تھا مگر اس کی پروفائل لاکڈ تھی اور وہ اپنے موبائل سے نہ دیکھ سکتی تھی۔

مگر اس کی وہ پہلی نظر کشف آج تک نہ بھول پائی تھی۔ لمبی پلکیں محتشم کی پلکیں لڑکیوں جیسی تھیں۔

اور گھنی بھنویں اور مونچھیں۔ یہ آدھی ادھوری سی تصویر مکمل کہانی کہتی تھیں۔

پینٹنگ مکمل کر کے اس نے خود کو عجیب سا پرسکون محسوس کیا۔ ایسے جیسے کوئی میخ جو اس کے اندر گڑی تھی اس نے سامنے قرطاس پہ پھینک دی ہو۔ ایسے جیسے کوئی زخمی کبھی کبھار چند پل کو ہی سہی مگر اپنا زخم بھول جائے۔

اس نے ایزل کے اوپر کپڑا ڈالا اور لمبا سانس لیتی ہوئی باہر آئی۔

دل کو لگنے والی چیزیں ضروری تو نہیں ہوتا کہ دل میں بھی رکھ لی جائیں۔

وہ الیمر سے مخلص تھی اور دل اس بات کا گواہ تھا۔

☆☆☆

محتشم نے ڈور بیل پہ ہاتھ رکھے دروازہ بھی بجایا تھا۔

"کبھی جو یہ بندہ فوری رسپانس کر دے......" وہ بڑبڑاتے ہوئے پیچھے مڑا تھا الیمر ہاتھ باندھے پیچھے کھڑا تھا۔

"تم کہاں سے نازل ہو گئے؟ مجال ہے جو فوری رسپانس دے دو۔" محتشم بگڑا تھا۔

"ابھی ڈور بیل پر ہاتھ رکھا ہے تم نے اور میں حاضر بھی ہو گیا۔ اس سے بڑھ کے فوری رسپانس کیا ہوگا؟"

"یار میسج کی بات کر رہا تھا......"

"میں گھر پہ نہیں تھا۔"

"یہ دیکھو، دو منٹ پہلے تم آن لائن تھے۔" محتشم نے واٹس ایپ پر لاسٹ سین چیک کروایا۔ الیمر نے بغور دیکھا اور چپ ہو رہا۔

"اف آ گیا ہوں تو بتاؤ۔ کیا کام ہے؟"

"سوئمنگ پول پہ چلیں؟"

"اب؟ شام ہونے کو ہے؟ پھر کسی دن سہی؟"

"عالم آراء نازک مزاج بہت ہوا، ایک تو تم......"

Scanned with CamScanner

"آؤ بیٹھو۔ چائے پیتے ہیں۔" المیر اندر آیا اور اسے ڈرائنگ روم میں بٹھایا۔

"اماں.....؟" اس نے ڈرائنگ روم سے نکل کر آواز لگائی۔

"خالہ اور اماں تو مارکیٹ گئی ہیں۔" کشف سامنے لاؤنج میں بیٹھی تھی۔

"دو کپ چائے بنا کر احمر کے ہاتھ ڈرائنگ روم میں بھجوا دینا۔"

"احمر تو فرینڈز کے ساتھ گیا ہے۔ اس کا کوئی کام تھا۔" کشف نے کھڑے کھڑے جواب دیا۔

المیر نے چونک کے اسے دیکھا۔

"چائے بنا کر مجھے کال کر دینا۔" وہ اپنے کمرے میں گیا اور چارجنگ سے موبائل اتارا، اس نے ہسٹری چیک کی اور خاموشی سے ڈرائنگ روم میں گیا۔

"کشف نے دوبارہ ایسا کوئی شاہکار نہیں بنایا؟" المیر اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھا۔ محتشم سامنے لگی پینٹنگ کو بغور دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"کشف؟" المیر غائب دماغی سے بولا آواز میں البتہ ناگواری سی تھی۔

"اوہ سوری تمہاری کزن آئی مین بھابھی۔" محتشم شرمندہ ہوا۔ "شادی کا کیا پلان ہے تمہارا؟"

"اب تو جلد ہی ہے۔" محتشم مسکرایا۔ "اور تمہارا؟"

"بہت جلد....."

"اکٹھے ہی نہ سہرا باندھ لیں دونوں دوست؟" محتشم مسکرایا۔

المیر نے بغور دیکھا۔ بے ریا، سادہ سی مسکراہٹ۔ وہ کچھ دیر اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"نقب زن آنکھیں چراتے ہیں کیا؟"

"کیا ہوا آئیڈیا اچھا لگا؟" محتشم نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا تھا۔

"سوری مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔" المیر اٹھ کھڑا ہوا۔ محتشم بھی اٹھا۔ چند پل اس کے غیر مبہم سے رویے پہ غور کرتا رہا پھر اس او کے کہتا باہر نکل گیا۔

☆☆☆

المیر سڑک پہ یونہی اور بے مقصد چلتا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں کئی ایک پراگندہ سوچوں کا مجموعہ تھا جن کا کوئی ایک سرا پکڑ میں نہ آتا تھا۔

کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟ آخر کس پر وہ اعتبار کرے؟ اور اعتبار والی کوئی یقینی بات بھی تو نہ تھی۔

بے اعتباری کو تو ذرا سا رستہ دو تو بھاگی چلی آتی ہے۔

اعتبار کو ڈھونڈنا پڑتا ہے یا شاید اعتبار کو کرنا ہوتا ہے۔

اس کی ایڑی کے نیچے پتھر آیا تھا۔ پاؤں کے سرے سے اس نے پتھر کو پیچھے کو ٹھوکر لگائی تھی۔

سی کی بڑی زور دار آواز کے ساتھ المیر نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔ احمر پاؤں پکڑے نیچے بیٹھا تھا۔

المیر پیچھے مڑا۔

"یہ ٹھیک ہے خود کو جو چیز تکلیف دے، وہ دوسرے کو دے مارو۔"

"دکھاؤ زیادہ تو نہیں لگا؟" المیر بھی اس کے پاس نیچے بیٹھا۔

"نہیں اتنا زیادہ نہیں۔ بس ایک آئس کریم سے ٹھیک ہو جائے گی۔"

"بلیک میلر....." المیر اسے ایک چپت لگاتا سامنے گھر کے تھڑے پہ بیٹھا۔

احمر بھی اٹھا اور اس کے برابر بیٹھا۔

"ویسے تم میرے پیچھے کہاں آ رہے تھے؟"

"آپ جس طرح مسلسل چلتے جا رہے تھے تو لگتا تھا دنیا کے آخری کونے پہ جا کے دم لیں گے تو سوچا میں بھی اس بہانے دنیا کا آخری کونا دیکھ لوں گا۔"

"احمر ایک بات بتاؤ۔؟"

"پوچھیں....." احمر کھنکارا اور دونوں ہاتھوں کو مسلا۔

"سچ اور جھوٹ کا کیسے پتا چلتا ہے؟"

"درمیانی راستے سے......"

"درمیانی راستے سے؟" المیر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہاں......درمیانی راستے سے۔ درمیانی راستے پہ سیدھے چلتے جاؤ۔ جھوٹ ایک دن آخر خود ہی آپ کے پاؤں پکڑ لے گا۔ سچ سیدھا آن کھڑا ہوگا۔"

"اور وہ ایک دن کب آتا ہے؟"

"چند گھنٹوں میں بھی آ سکتا ہے اور چند برسوں میں بھی......ویسے خیر ہے؟"

"خیر ہی ہے۔" المیر اٹھ کے کھڑا ہوا۔

"کشف بھی اس دن مجھ سے مرد کے ظرف کا پوچھ رہی تھی کہ کتنا ہوتا ہے؟"

احمر بھی اٹھا۔

"پھر تم نے کیا کہا۔"

"میرا کہا تو سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہوتا ہے۔" احمر نے کالر کھڑے کیے۔

"بیٹا! تم مارکس سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل لے لو۔ کافی ہوگا۔" المیر نے کہتے ہوئے قدم بڑھائے، کان کھجاتا احمر بھی پیچھے ہولیا۔

☆☆☆

کشف ہاتھ میں مٹی کی تھالی لیے ہوئے تھی اور چن چن کر بولی گن ویلیا کے سفید گلابی پھول توڑتی تھی۔ پوری تھالی بھر گئی تو اس نے لاکر لاؤنج کی ٹیبل پر رکھی۔

یونہی چھوٹے چھوٹے کاموں میں وہ خود کو بہلائے رکھتی۔ دل ویسے بھی اب قدرے بہل گیا تھا۔

حادثے کے ابتدائی دن تڑپ اور تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ وقت گزرتا جاتا ہے اور اثر زائل ہوتا جاتا ہے۔

ہماری زندگی میں آئے کچھ لوگ کہانی یا ڈرامے کے کردار سے زیادہ اہمیت کے حامل نہیں ہوتے۔ کہانی کے کرداروں کے ساتھ جیا نہیں جاتا۔ ان سے متاثر تو ہوا جا سکتا ہے ان کے دکھ میں رو بھی لیا جاتا ہے ان کی خوشی میں ہنس بھی لیا جاتا ہے۔ مگر ان کے ساتھ زندگی بسر نہیں ہوتی۔

اداسی کا چولا اپنی بے قدری دیکھ کر دھیرے دھیرے سرک گیا تھا۔

قریب دوپہر کا ٹائم تھا نومبر کی ٹھنڈی میٹھی سی دوپہر......! کشف نے پاؤچ میں رکھے پیسے گنے۔

"اماں! میرے ساتھ مارکیٹ تک چلیں گی؟"

"آج تو گھٹنے میں درد ہو رہا ہے۔ ارفع کو لے جاؤ۔" اماں نے ہمسائی کا نام لیا۔ "لینا کیا ہے؟"

"ایسے ہی دو چار موسم کے سوٹ کچھ ادھر ادھر کی اشیاء......"

"ہاں ہاں ضرور۔" صفیہ نے بیٹی کے چہرے کو بغور دیکھا خاموشی کی بکل اتر چکی تھی۔ رنگ بکھرنے لگے۔ مسکراہٹ سجنے لگی تھی۔

"ارفع سے پوچھو......اگر مصروف ہے تو صبغہ آپا سے پوچھتی ہوں۔"

"جی اماں۔" کشف نے ارفع کا نمبر ڈائل کیا۔

صفیہ آہستہ سے اٹھیں اور اندر سے پرس لے کر آئیں۔

"اماں ارفع کہہ رہی ہے آدھے گھنٹے تک چلتے ہیں۔" کشف پلٹی۔

"یہ کچھ مزید پیسے لے لو اور کراکری میں جو پسند ہو لیتی آنا اب تیاری شروع کریں آپا کہہ رہی ہیں فروری کا پہلا ہفتہ رکھ لیں گے شادی کے لیے۔"

"اماں! ابھی تو بہت وقت ہے۔ مجھے ایسی چیزوں کا تجربہ نہیں آپ اور خالہ ہی لے کر آئیے گا۔"

"چلو کچھ مزید کپڑے لے لینا۔" اماں نے پیسے تھمائے۔

وہ کتنے دنوں بعد یوں گھر سے نکل رہی تھی۔ پاؤں کے نیچے زمین محسوس کر پا رہی تھی۔ گدگداتا محسوس کر رہی تھی۔ لوگوں کی نقل و حرکت ہوا کا سب کچھ کتنا اچھا تھا اچھا لگ رہا تھا۔ زخم بھرنے کے

...یونہی سب کچھ پرسکون لگتا ہے۔ کچھ دن مزید ...گے اور کشف یہ کبھی کبھار کی یاد بھی بھول جائیں ...جائے گی۔

☆☆☆

...کشمکش سے کہیں بہتر تھا کہ کشف سے دو ...ٹوک بات کر لی جائے۔ سچ یا جھوٹ وہ ہر چیز کے لیے خود کو ذہنی طور سے تیار کرتا اوپر آیا تھا خالہ نیچے ہی ...تھیں۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ خالی تھا۔ وہ واپس مڑنے کو تھا کہ نگاہ ایزل پہ پڑی۔ اس کے اوپر کپڑا پھیلا ہوا تھا۔

"آج کل یہ کس سے انسپائر ہے؟" المیر آگے ...بڑھا اور کپڑا ہٹایا۔ اسے ایک دم سے شدید دھچکا لگا۔ ...اس کی کشمکش نتیجے پر پہنچ گئی تھی۔

وہ یہ آنکھیں اور مونچھیں لاکھوں میں پہچان سکتا تھا۔ تصویر ادھوری تھی مگر کہانی مکمل تھی۔ یہ کہانی کتنی آگے بڑھ چکی تھی فی الحال المیر یہ جاننا نہیں چاہتا تھا۔ وہ تو اس دھچکے سے ہی نہیں نکل پا رہا تھا۔

اور محتشم...... کیا یہ اس کی کارستانی تھی؟ مگر اس نے محتشم کو نہیں کشف کو اپنے موبائل سے محتشم کو سرچ کرتے دیکھا تھا۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتے نیچے آیا تھا۔

اپنے کمرے میں آ کر اس نے سوٹ کیس نکالا تھا اس کا سوٹ کیس ہمیشہ کشف تیار کرتی تھی آج اسی سے بھاگ رہا تھا، اس سے کیسے کہتا اپنی ضروری چیزیں پیک کر کے وہ اماں کے کمرے کی جانب آیا تھا۔

"مجھے ایمرجنسی کمپنی کی طرف سے کراچی جانا پڑ رہا ہے اماں......" المیر نے کھڑے کھڑے بتایا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا؟" صبغہ لیٹے سے اٹھیں۔ وہ ...ماں تھیں۔ اندر کے بھونچال کا سراغ پا گئی تھیں۔

"کچھ نہیں اماں۔ ایمرجنسی کال آئی تو بہت پریشان ہو گیا ہوں۔ اوپر سے انہوں نے کچھ بتایا بھی نہیں۔ کتنی دیر مجھے وہاں رہنا ہوگا۔ میں کال کرتا رہوں گا۔ اپنا خیال رکھیے گا۔ میں احمر سے رابطے میں رہوں گا اور سب بتاتا رہوں گا۔"

"المیر...... ایسی بھی کیا ایمرجنسی؟ پہلے تو کمپنی والے اتنے دن پہلے بتا دیتے تھے۔ گھر میں شادی کی بات چل رہی ہے سب کچھ تمہیں ہی دیکھنا کرنا ہے اور تم ہی جا رہے ہو؟ کتنے دن کا کہا ہے کمپنی والوں نے......؟"

"دنوں کی بات نہیں ہے اماں۔ شاید مہینے لگ جائیں۔ اچھا لیٹ ہو رہا ہوں۔ ڈائیو کی ٹکٹس بک کروائی ہوئی ہیں۔ اللہ حافظ۔" وہ ان سے گلے مل کے باہر نکلا۔

سوٹ کیس دھکیلتا وہ تیز تیز جا رہا تھا۔ المیر کو لگ رہا تھا اس کا سانس گھٹ جائے گا۔ وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا بس یہاں سے دور چلے جانا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ بہت دور چلا جائے۔

☆☆☆

المیر نے اپنی ہی کمپنی کی برانچ میں جاب کے لیے درخواست دی تھی۔ کئی ایک روز گزرنے کے باوجود فی الحال تو کوئی رسپانس نہیں آیا تھا۔

اپنے کسی دوست سے وہ فلیٹ شیئر کر رہا تھا اور ایک چھوٹی موٹی جاب بھی ڈھونڈ لی تھی۔

احمر کے علاوہ ہر نمبر اس نے بلاک کر دیا تھا کبھی کبھار سب یاد آتا تو وہ باہر نکل آتا۔ ہجوم میں چلتا۔ کبھی اسے لگتا اس نے یہاں آ کر غلط کیا ہے؟ اسے وہیں رہ کر یہ الجھن سلجھانی چاہیے تھی۔

محتشم سے وہ نہیں پوچھ سکتا تھا۔ کشف سے پوچھتا۔ مگر کیا پوچھتا؟ اگر وہ ہاں میں جواب دے دیتی تو المیر کے پاس کیا بچتا؟ اس کے پاس اب بھی کیا بچا تھا؟ اس نے اپنی دونوں خالی ہتھیلیاں پھیلائیں۔ دوکان کے تھڑے پہ بیٹھتے اس نے انہی ہتھیلیوں پر سر رکھا۔

اس کا موبائل بج رہا تھا۔ کمپنی والوں نے اسے ایک سال کے کانٹریکٹ پر رکھ لیا تھا۔ وہ گھر آیا اور مج

کے پہننے کے لیے کپڑے نکالے۔ اماں کی کال آرہی تھی۔

"بیٹا، اب آجاؤ واپس۔"

"اماں نہیں آسکتا۔"

"گھر میں شادی کی بات چیت چل رہی تھی بیٹا۔ صفیہ روز میرے منہ کو دیکھتی ہے۔ میں کیا کہوں؟"

"ان سے کہیں، وہ کشف کی کہیں اور شادی کر دیں جہاں اس کی مرضی ہو۔"

الیر نے موبائل رکھا۔ اور قریبی پارک چلا گیا۔ پارک کے کونے میں ایک لڑکی ایزل سجائے بیٹھی تھی۔ لوگ اس سے اپنے پورٹریٹ بنوا رہے تھے۔ پندرہ سے بیس منٹ میں وہ ایک پورٹریٹ بنا دیتی۔ الیر چند پل اسے دیکھتا رہا اور پھر واپس مڑا۔

نجانے دنیا کو اس کے علاوہ اور کوئی کام کیوں نہیں، پتھر کو ٹھوکر سے اچھالتا وہ چل رہا تھا۔

☆☆☆

املتاس کے تنے کے نیچے کشف فریم سجائے بیٹھی تھی۔ آج کل اسے ایک نیا شوق چڑھا ہوا تھا فیبرک پینٹ کا۔ آرگنزا کے سفید دوپٹے پر وہ گلابی پھول پینٹ کر رہی تھی۔ ایک زخم اس نے مکمل کرلیا تھا تخشم والا دوسرا زخم اسے مل گیا تھا الیر والا۔

وہ اماں کے پاس ہی بیٹھی تھی جب خالہ نے الیر کا پیغام من وعن پہنچایا تھا۔

"الیر کہتا ہے آپ کشف کی شادی کہیں اور کر دیں جہاں اس کی مرضی ہو۔"

"یہ کیسی بات کی آپا اس نے؟" صفیہ پریشان ہوگئی تھیں۔

کشف کو کوئی حیرانی نہیں ہوئی۔ ازل سے کپڑا بنتا اس نے دیکھ لیا تھا۔ ہر کوئی اس کی طرح ملے زخم کو ہرے ہونے تھوڑی دیتا ہے؟ ہماگ الگ ہے۔ اسے کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی بلکہ خوش تھی کہ الیر علیم کے جان گیا ہے، وہ اپنے رشتے میں اتنی سی بھی کھوٹ نہیں چاہتی تھی۔

اگر الیر اس کا نصیب ہے تو پلٹ آئے گا۔

ورنہ وہ زخم سہنے کی عادی ہو جائے گی۔

صبغہ کہہ رہی تھیں۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ میں ہی زیور دباؤ ڈال رہی تھی اگر وہ وقت مانگ رہا ہے تو ... دینا چاہیے۔ ہمارے ہاتھوں کا پلا بڑھا ہے ... اس نے ضد وانکار کیا ہے؟"

"یہی تو مجھے حیرانی ہے۔" صفیہ نے کہا تھا۔

"اصل میں بچے پر بوجھ بھی تو زیادہ ڈال دیا کہ اوپر والا پورشن اپنے لیے سیٹ کروالے اور شادی کے سارے معاملات بھی۔"

"میرے پاس کچھ سیونگ ہے آپا اوپر والا پورشن میں سیٹ کروا دیتی ہوں۔" صفیہ نے آفر کی تھی۔

"الیر سے پوچھوں گی وہ مشکل ہی مانے گا۔" صبغہ نے کہا۔

کشف ان کے پاس یوں بیٹھی تھی جیسے اس کا اس سارے معاملے سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہو، اس نے خود کو وقت کے دھارے پہ چھوڑ دیا تھا۔

☆☆☆

الیر پارک کے کونے میں بیٹھا تھا۔ شام کو پارک آنا اس کے معمول میں شامل ہو گیا تھا۔

اس شام بھی وہ بیٹھا ہوا تھا جب نسوانی آواز آئی۔

"ایکسکیوزمی......!" الیر نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا ایک جانا پہچانا سا چہرہ تھا مگر اسے یاد نہ آیا۔

"میں آرٹسٹ ہوں اور پورٹریٹ بناتی ہوں۔ میں نے اکثر آپ کو یہاں بیٹھے دیکھا ہے یہ پورٹریٹ بنایا ہے میں نے آپ کا۔"

اس نے سفید کاغذ آگے بڑھایا۔ بنچ پہ بیٹھے الیر کا سائیڈ پوز اتنی مہارت سے بنایا گیا تھا کہ حقیقت کا گمان ہوتا تھا۔

"اوہ اچھا۔ میں نے آپ کو لوگوں کے فیس ریس کرتے دیکھا ہے مگر آپ تو مار کرسے کر رہی ہوتی ہیں یہ اسکیچ پینسلو سے اور بہت مہارت سے بنایا

ہوا۔ "المیر نے بنچ کے ایک طرف ہوکر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"آپ کے پوز نے انسپائر کیا تو پینسل سے بنا لیا۔" چھوٹی سی پونی کو جھلاتی مسکراتے ہوئے وہ بنچ کے دوسری جانب بیٹھی۔

المیر نے اسے بغور دیکھا، کیا الجھن کا سرا یہاں سے مل سکتا تھا۔

"ایک بات پوچھوں؟"

"جی ضرور۔"

"آپ مائنڈ نہیں کیجیے گا۔"

"اوکے......"

"پوچھیے......" اس کی خاموشی پہ اس لڑکی نے اصرار کیا تھا۔

"میں پھر سے کہہ رہا ہوں آپ مائنڈ مت کیجیے گا۔" المیر کا انداز تنبیہہ لیے ہوئے تھا۔

"پوچھیں بھی تو......؟"

"کیا آپ کو مجھ سے محبت ہو گئی ہے؟" المیر نے تیزی سے پوچھ کر اس کی طرف دیکھا۔

اس لڑکی کے اندر سے ہنسی کا ایک فوارا نکلا۔ چھوٹی سی پونی جھلاتی وہ دہری ہوئی جاتی تھی۔

"ایک سوال پوچھا ہے کوئی لطیفہ تھوڑی سنایا ہے۔" المیر کو الجھن ہوئی۔

"سیریسلی آپ کو ایسا لگا؟" وہ پھر سے ہنسی۔

"میں نے ایک بات پوچھی ہے بس۔" المیر چڑا تھا۔

"دیکھو، میں ایک آرٹسٹ ہوں۔ میرا لوگوں اور چیزوں کو دیکھنے کا اپنا انداز ہے۔ جیسے کچھ چہرے فوٹو جینک ہوتے ہیں اور فوٹو گرافر بہت خوشی سے ان کی فوٹو گرافی کرتے ہیں، ایسے ہی کچھ چہرے ہم آرٹسٹ لوگوں کو انسپائر کر جاتے ہیں۔ ہمیں وہ چہرے پینٹ کرنا بہت آسان اور انجوائے فل لگتا ہے۔"

"فوٹو گرافر تو مختلف پوز بنواتا ہے آپ آرٹسٹ لوگ مکمل خوب صورتی کیپچر کرنے کے لیے کیا کرتے ہو؟"

"ہم اس انسان کو بولتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اس کے فیشل فیچرز کا جائزہ لیتے ہیں گفتگو سے ان کے اندر کی خوب صورتی جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔"

"تم نے مجھے بولتے ہوئے دیکھا ہے؟"

"کئی ایک بار...... کال کرتے...... کسی بچے کی بال پکڑاتے۔ اور اکثر بڑبڑاتے کوئی ناکام عاشق تو نہیں ہیں؟" وہ راز جاننے کو آگے کو جھکی۔

"کامیاب عاشق ہوں۔" المیر مسکرایا۔

"اس کے لیے شکریہ اپنے کمرے میں فریم کروا کے لگواؤں گا اور ایک آرٹسٹ کو جلاؤں گا جس کو میرے فیس نے انسپائر نہیں کیا تھا۔" بدگمانی کا بادل چھٹا تھا اور بے ساختہ مسکراہٹ نکلی تھی۔

"ویلکم۔" چھوٹی پونی والی لڑکی مسکرائی تھی۔ اور پونی جھلاتی آگے بڑھی۔

☆☆☆

المیر نے سارے بلاک نمبر ان بلاک کیے......

پورا ایک سال ہو گیا تھا اسے کراچی آئے۔ دو دو جابز نے اسے خوب ہی مصروف رکھا ہوا تھا۔ اب تو اماں بھی حال چال پوچھ کے خاموش ہو جاتی تھیں۔

احمر کی یونی ورسٹی اسٹارٹ ہو گئی تھی سو وہ بھی مصروف ہو گیا تھا۔ المیر سارے گھر والوں کے لیے شاپنگ کرتا پھر رہا تھا۔ اس کا ذہن واپسی کے لیے قائل ہو گیا تھا۔ وہ مارکیٹ سے نکل رہا تھا جب اس نے اپنے نام کی پکار سنی۔ وہ پکارنے والے کو فوراً پہچان گیا تھا۔ ختم ہوا غصہ جھاگ بن کے ابھرا تھا۔

"المیر کیسے ہو؟" اب کے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا گیا تھا۔ نا چاہتے ہوئے بھی اسے رکنا پڑا۔

"میں ٹھیک ہوں تم سناؤ۔" وہ پیچھے مڑا تھا اس کی آواز میں اس قدر سرد مہری تھی کہ محتشم کے بغل گیر ہونے کو اٹھے بازو وہیں ساکت ہوئے۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"بیوی بچے کیسے ہیں؟" محتشم نے مسکرا کر پوچھا۔

"ٹھیک اور تمہارے؟" المیر کی آواز میں اس
قدر سرد مہری تھی کہ محتشم کو اپنی ہڈیوں تک سنسنی ہوئی۔
"ٹھیک ہیں ابھی پچھلے ماہ ہی بیٹا ہوا ہے۔ بیٹے
کا نام میں نے المیر رکھا ہے۔ میں نے تمہیں بہت
ڈھونڈا۔"
"کیوں ڈھونڈا مجھے......؟ محتشم کی چلتی زبان کو
المیر نے بریک لگائی۔
"کیونکہ بچپن کے دوست تھے تم میرے۔"
محتشم نے اب کے برا منانے والے انداز سے کہا۔
"کشف کیسی ہے؟" محتشم نے ٹاپک بدلا۔
"تمہیں پتا ہوگا کیسی ہے؟"
"کیا مطلب ہے تمہارا؟"
"میں نے چھوڑ دیا تھا اسے بھی۔" المیر نے
سڑک کنارے کھڑے جوتے سے پتھر اچھالا اب
کے محتشم نے اسے یوں دیکھا گویا کہ اس کا دماغ چل
گیا ہو۔
"کیوں چھوڑ دیا؟"
"جب شہر چھوڑا تو شہر میں موجود ہر چیز، ہر
انسان کو چھوڑ دیا۔"
"تم میرے ساتھ گھر آؤ میرے۔" محتشم
نے اس کا ہاتھ پکڑا اور تقریباً کھینچتے ہوئے گاڑی کے
پاس لایا۔
"پھر کبھی سہی۔ ابھی سامان ہے میرے
پاس۔"
"کچھ نہیں ہوتا سامان کو۔" محتشم نے اس سے
شاپنگ بیگ لے کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھے۔
"تم کب سے ہو کراچی میں؟" یہ پہلی نارمل
بات تھی جو المیر نے کی تھی غصہ جھاگ تھا۔ کب تک
برقرار رہتا۔
"شادی کے پانچویں ماہ سے۔ کراچی میں ابا
نے کمپنی کی برانچ کھولی ہے تو مجھے یہاں بھجوا دیا۔"
قریب ہی پانچ منٹ کی ڈرائیو پر گھر تھا۔ محتشم
نے اندر آتے ہی ہانک لگائی۔ "بیگم دیکھو کون آیا
ہے؟"

"کون آیا ہے؟" وہ کچن میں مصروف تھی وہیں
سے بولی۔
"بھگوڑا۔" محتشم اس کے کان میں بولا۔
"دھیان سے...... راز اگلے جا سکتے ہیں۔ نیے
دہرائے جا سکتے ہیں۔" المیر اپنی جون میں واپس
آتے اسے دھمکا رہا تھا۔
"عالم آراء۔" محتشم اونچی آواز میں بولا۔
"اتنا پیارا میرے بیٹے کا نام ہے کیوں
بگاڑتے ہیں۔" زینب مڑی پھر المیر کو دیکھ کر ٹھٹکی۔
"اب اصلی عالم آرا آ گیا ہے۔ اب آپ کے
بیٹے کا نام نہیں بگاڑا جائے گا۔" محتشم ہنسا تھا۔ المیر
نے بھابھی کو سلام کرتے اسے گھورا تھا۔
وہ صوفے پہ بیٹھا پاس ہی کاٹ میں ننھا سا وجود
محو استراحت تھا۔
"کتنا پیارا ہے یار۔ شکر ہے تم پہ نہیں گیا۔"
المیر نے ننھا سا ہاتھ چھوتے بے ساختہ کہا تھا۔ محتشم
نے جان دار قہقہہ لگایا۔
"اب تم نے تو ایسی کوئی کوشش کی نہیں تو......"
محتشم نے اسے چھیڑا۔
"یاد رہے میرے پاس بڑے راز ہیں
تمہارے۔" المیر نے پھر سے دھمکایا۔
"میں ڈر گیا ہوں۔" محتشم نے کانپنے کی
اداکاری کی۔
"محتشم آپ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔" زینب
جوس لے کر آئی تھی۔
"بس بھابھی! آپ سے پہلے ملاقات ہو جاتی
تو یہ کبھی میرا ذکر نہ کرتا۔" المیر مسکرایا۔ محتشم نے
گھورا۔
"کیا مطلب؟" زینب نے نا سمجھی سے دیکھا۔
"میرا مطلب ہے میں آتا جاتا رہتا تو محتشم اتنا
ذکر نہ کرتا۔" المیر نے بات بنائی۔
"زینی کھانے کا بندوبست کرو۔ آج یہیں
ہے۔" محتشم کے کہنے پہ زینب کچن میں چلی گئی۔
"شادی کیوں نہیں کی ابھی تک؟"

"میں نے کہا تمہارا تجربہ دیکھ لوں پہلے۔"

"تجربہ کامیاب ہے۔ ہمت کیجیے۔"

"اب ان شاء اللہ جلد ہی۔"

"غائب کیوں ہو گئے تھے؟"

"کمپنی والوں نے سال کے کانٹریکٹ پہ کراچی بھجوا دیا۔ یہاں موبائل گم ہو گیا۔ کچھ معروفیت زیادہ ہو گئی ڈبل جاب کی وجہ سے۔" المیر نے جھوٹی سچی بات بنائی۔

"اب واپسی ہے؟"

"نیکسٹ ویک کانٹریکٹ اینڈ ہو رہا تو واپسی ہے۔ تم سناؤ باجیاں کیسی ہیں؟"

"یار، شادی کے بعد اپنا ہوش نہیں رہتا باجیوں کا خیال کون رکھے۔" محتشم نے آہ بھری۔

☆☆☆

کشف کی طبیعت صبح سے گری گری سی تھی شاید بدلتے موسم کا اثر تھا۔ کمرے میں کمبل لیے لیٹی تھی۔ جب کال آئی۔

کسلمندی سے موبائل اٹھایا۔ مانوس سا نمبر جس سے اب مانوسیت نہیں رہی تھی۔

"کیسی ہو آرٹسٹ صاحبہ؟"

"ٹھیک ہوں آپ نے کیسے یاد کر لیا آج؟"

"یاد تو روز کرتا ہوں بس رابطہ آج کیا۔"

"خالہ کا موبائل خراب ہو گیا تھا احمر کو دیا ہوا ہے ٹھیک کروانے کو۔ بات کرواؤں آپ کی؟" کشف خود کو کسی خوش فہمی کا جواز دینا نہیں چاہتی تھی۔

"تم سے بات کرنے کے لیے کال کی ہے۔"

"کیجیے بات......؟"

"بات نہیں کام ہے۔ اوپر والا پورشن ذرا خالی کر دیں ایک دو روز میں مستری آ جائیں گی سیٹ کرنے۔"

"کس لیے؟"

"کسی غریب کی شادی ہے۔ نیا گھر نہ سہی، نئے کمرے پہ تو حق ہے ہی۔"

"بالکل سارے حق آپ کے پاس ہی تو ہیں۔ بھاگ جانے کے، نمبر بلاک کرنے کے، رابطہ نہ رکھنے کے۔"

"منانے کا حق تھا آپ کے پاس۔" المیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ناراضی میں منانا ہوتا ہے۔ غلط فہمی میں نہیں۔" کشف کی دو ٹوک بات پہ المیر چند ثانیے خاموش رہا۔

کشف نے اس کی خاموشی محسوس کی اور مزید گویا ہوئی۔

"جو میں کر سکتی تھی، وہ یہ تھا کہ غلط فہمی کی وجہ ختم کر دوں اور وہ میں نے کر دی ہے۔ آرٹ کو قرطاس سے نکال کپڑے پہ لے آئی ہوں۔"

"آئی ایم سوری۔" ایئرپیس سے آواز ابھری۔

"نہیں آئی ایم ساری کہ میں نے آپ کو غلط فہمی کی وجہ دی۔"

کشف پورے دل سے بولی تھی۔ وہ خود اس صورت حال سے تھک چکی تھی خالہ کو اداس دیکھتی تو خود کو قصوروار سمجھتی، اماں کو فکرمند دیکھتی تو خود فکر کرنے لگتی احمر پہ کاموں کا بوجھ دیکھتی تو مدد کرنے کی سعی کرتی۔ ایک مردہ سے جذبے کا بہت بوجھ ڈھو لیا۔ دل لگی کو دل کی لگی نہیں بننے دیا تھا۔

"کب واپسی ہے؟" وہ اگر ہاتھ بڑھا رہا تھا تو اس نے تھام لینا ضروری سمجھا۔

"نیکسٹ ویک...... مگر تم کسی کو بھی مت بتانا۔ سرپرائز ہے۔"

"مجھے کیوں بتا دیا؟"

"تاکہ تم استقبال کے لیے تیار رہو۔ اپنے بیسٹ فرینڈ بوگن ویلیا سے پھول ادھار مانگو، گل دوپہری سے دل کا حال کہو، املتاس کے تنے سے لگ کے ویلکم کرو۔"

"جتنے سیدھے لگتے ہو، ہو نہیں۔" کشف مسکرائی۔

"اب اتنا خیال تو رکھنا پڑتا ہے۔" المیر ہنس دیا۔

☆☆

Scanned with CamScanner